﴿... اِنَّ الْفَضْلَ بِيَدِاللّٰهِ يُؤْتِيهِ مَنْ يَشَاءُ﴾ (آل عمران: ۷۴) ﴿... عَسٰى اَنْ يَبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَّحْمُودًا﴾ (بنی إسرائیل: ۸۰)

الفضل

ہفت روزہ — انٹرنیشنل

مدیر اعلی نصیر أحمد قمر

جلد ۱ — جمعہ ۱۸ مارچ ۱۹۹۴ء ○ ۵ شوال ۱۴۱۴ھ — شمارہ ۱۱

القرآن الحکیم

كَتَبَ اللّٰهُ لَاَغْلِبَنَّ اَنَا وَرُسُلِيْ ۭ اِنَّ اللّٰهَ قَوِيٌّ عَزِيْزٌ ﴿۲۲﴾

"اللہ نے فیصلہ کر چھوڑا ہے کہ میں اور میرے رسول غالب آئیں گے۔ اللہ یقیناً طاقتور (اور) غالب ہے۔" (المجادلہ: ۲۲)

ارشادات عالیہ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

✻✻✻✻✻✻✻✻✻✻✻✻✻✻✻✻✻✻✻✻✻✻✻✻✻✻✻✻✻✻

"یہ سلسلہ بیعت محض بمراد فراہمی طائفہ متقین یعنی تقویٰ شعار لوگوں کی جماعت کے جمع کرنے کے لئے ہے تا ایسے متقیوں کا ایک بھاری گروہ دنیا پر اپنا نیک اثر ڈالے اور ان کا اتفاق اسلام کے لئے برکت و عظمت و نتائج خیر کا موجب ہو اور وہ ببرکت کلمہ وحدہ پر متفق ہونے کے اسلام کی پاک اور مقدس خدمات میں جلد کام آسکیں اور ایک کاہل اور بخیل اور بے مصرف مسلمان نہ ہوں اور نہ نالائق لوگوں کی طرح جنہوں نے اپنے تفرقہ اور نا انصافی کی وجہ سے اسلام کو سخت نقصان پہنچایا ہے اور اس کے خوبصورت چہرہ کو اپنی فاسقانہ حالتوں سے داغ لگا دیا ہے اور نہ ایسے غافل درویشوں اور گوشہ گزینوں کی طرح جن کو اسلامی ضرورتوں کی کچھ بھی خبر نہیں اور اپنے بھائیوں کی ہمدردی سے کچھ غرض نہیں۔ اور بنی نوع کی بھلائی کے لئے کچھ جوش نہیں بلکہ وہ ایسے قوم کے ہمدرد ہوں کہ غریبوں کی پناہ ہو جائیں۔ یتیموں کے لئے بطور باپوں کے بن جائیں اور اسلامی کاموں کے انجام دینے کے لئے عاشق زار کی طرح فدا ہونے کو تیار ہوں اور تمام تر کوشش اس بات کے لئے کریں کہ ان کی عام برکات دنیا میں پھیلیں اور محبت الٰہی اور ہمدردی بندگان خدا کا پاک چشمہ ہریک دل سے نکل کر ایک جگہ اکٹھا ہو کر ایک دریا کی صورت میں بہتا ہوا نظر آوے۔ خداتعالیٰ نے ارادہ فرمایا ہے کہ محض اپنے فضل اور کرامت خاص سے اس عاجز کی دعاؤں اور اس ناچیز کی توجہ کو ان کی پاک استعدادوں کے ظہور و بروز کا وسیلہ ٹھہرادے اور اس قدوس جلیل الذات نے مجھے جوش بخشا ہے تا میں ان طالبوں کی تربیت باطنی میں مصروف ہو جاؤں۔ اور ان کی آلودگی کے ازالہ کے لئے رات دن کوشش کرتا رہوں اور ان کے لئے وہ نور مانگوں جس سے انسان نفس اور شیطان کی غلامی سے آزاد ہو جاتا ہے اور بالطبع خداتعالیٰ کی راہوں سے محبت کرنے لگتا ہے۔ اور ان کے لئے وہ روح القدس طلب کروں جو ربوبیت تامہ اور عبودیت خالصہ کے جوڑ سے پیدا ہوتی ہے اور روح خبیث کی تکفیر سے ان کی نجات چاہوں کہ جو نفس امارہ اور شیطان کے تعلق شدید سے جنم لیتی ہے۔ سو میں بتوفیقہ تعالیٰ کاہل اور سست نہیں رہوں گا اور اپنے دوستوں کی اصلاح طلبی سے جنہوں نے اس سلسلہ میں داخل ہونا بصدق قدم اختیار کر لیا ہے غافل نہیں ہونگا بلکہ ان کی زندگی کے لئے موت تک دریغ نہیں کرونگا۔ اور ان کے لئے خداتعالیٰ سے وہ روحانی طاقت چاہوں گا جس کا اثر برقی مادہ کی طرح ان کے تمام وجود میں دوڑ جائے۔ اور میں یقین رکھتا ہوں کہ ان کے لئے جو داخل سلسلہ ہو کر صبر سے منتظر رہیں گے ایسا ہی ہوگا۔ کیونکہ خداتعالیٰ نے اس گروہ کو اپنا جلال ظاہر کرنے کے لئے اور اپنی قدرت دکھانے کے لئے پیدا کرنا اور پھر ترقی دینا چاہا ہے تا دنیا میں محبت الٰہی اور توبہ نصوح اور پاکیزگی اور حقیقی نیکی اور امن اور صلاحیت اور بنی نوع کی ہمدردی کو پھیلاوے۔ سو یہ گروہ اس کا ایک خالص ہو گا اور وہ انہیں آپ اپنی روح سے قوت دے گا اور انہیں گندی زیست سے صاف کرے گا اور ان کی زندگی میں ایک پاک تبدیلی بخشے گا۔ وہ جیسا کہ اس نے اپنی پاک پیش گوئیوں میں وعدہ فرمایا ہے کہ اس گروہ کو بہت بڑھائے گا اور ہزارہا صادقین کو اس میں داخل کرے گا۔ وہ خود اس کی آبپاشی کرے گا اور اس کو نشو نما دیگا یہاں تک کہ ان کی کثرت اور برکت نظروں میں عجیب ہو جائے گی۔ اور وہ اس چراغ کی طرح جو اونچی جگہ رکھا جاتا ہے دنیا کے چاروں طرف اپنی روشنی کو پھیلائیں گے۔ اور اسلامی برکات کے لئے بطور نمونہ ٹھہریں گے۔ وہ اس سلسلہ کے کامل متبعین کو ہریک قسم کی برکت میں دوسرے سلسلہ والوں پر غلبہ دے گا۔ اور ہمیشہ قیامت تک ان میں ایسے لوگ پیدا ہوتے رہیں گے جن کو قبولیت اور نصرت دی جائے گی۔ اس رب جلیل نے یہی چاہا ہے۔ وہ قادر ہے جو چاہتا ہے کرتا ہے۔ ہریک طاقت اور قدرت اسی کو ہے۔

فالحمدُ لَهُ اَوَّلاً وَاٰخِرًا وظَاهِرًا وَبَاطِنًا اَسْلَمْنَا لَهُ هُوَ مَولٰنَا فِي الدُّنيا وَالاٰخرةِ. نِعْمَ المَوْلٰى وَنِعْمَ النَّصِير.

خاکسار غلام احمد لودھیانہ ۴ مارچ ۱۸۸۹ء"

"وہ نام جو اس سلسلہ کے لئے موزون ہے جس کو ہم اپنے لئے اور اپنی جماعت کے لئے پسند کرتے ہیں وہ نام مسلمان فرقہ احمدیہ ہے اور جائز ہے کہ اس کو احمدی مذہب کے مسلمان کے نام سے بھی پکاریں۔ ۔ ۔ ۔ ۔ اور اس فرقہ کا نام مسلمان فرقہ

بقیہ صـ ۱۶

جشن صد سالہ کے سلسلہ میں

تقریبات پر پابندی

ریذیڈنٹ مجسٹریٹ ربوہ کا ظالمانہ اقدام

(پریس ڈیسک) ربوہ سے آمدہ اطلاع کے مطابق مورخہ ۹ مارچ ۱۹۹۴ء کو عبیداللہ سیال ریذیڈنٹ مجسٹریٹ ربوہ نے ایک حکمنامہ کے ذریعہ صدر انجمن احمدیہ ربوہ اور ناظر امور عامہ ربوہ کو نوٹس دیا ہے کہ ربوہ کی حدود کے اندر کسوف و خسوف کے سلسلہ میں کوئی تقریب منعقد نہیں کی جاسکتی۔ اس ظالمانہ حکم میں کہا گیا ہے کہ یہ بات انتظامیہ کے علم میں آئی ہے کہ نظارت امور عامہ جماعت احمدیہ ربوہ کی جانب سے کسوف و خسوف کے سلسلہ میں جشن صد سالہ کی تقریب کا اہتمام آئندہ چند روز میں کیا جارہا ہے۔ اگر ایسا کوئی جشن منایا گیا تو امن و امان کی صورت حال خراب ہونے اور نقض امن کا شدید خطرہ لاحق ہونے کا امکان ہے۔ لہٰذا ربوہ کی حدود میں اس قسم کے جشن کی اجازت نہیں دی جاسکتی۔ صدر انجمن احمدیہ اور ناظر امور عامہ ربوہ کو ہدایت کی جاتی ہے کہ اگر کوئی مجوزہ پروگرام اس سلسلہ میں ہے تو اسے منسوخ کر دیا جائے۔ اور مذکورہ بالا جشن کے سلسلہ میں کسی قسم کا چراغاں، آتشبازی یا دیگر ذرائع سے کسی بھی قسم کی تقریب نہ منائی جائے۔ خلاف ورزی کی صورت میں سخت نوٹس لیا جائے گا۔

یاد رہے کہ اس سلسلہ میں ۱۳ رمضان المبارک کو یعنی ۲۳ فروری ۹۴ء کی رات کو ربوہ میں بازاروں اور گھروں میں چراغاں کیا گیا تھا جس کو حکماً بند کرا دیا گیا تھا اور اسسٹنٹ کمشنر چنیوٹ پولیس کی بھاری تعداد کے ساتھ ربوہ کے گلی محلوں میں گشت کرتے رہے اور ۳۸ احمدی نوجوانوں کو گرفتار کر کے حوالات میں بند کر دیا تھا۔

پتوکی میں مزید گرفتاریاں

(پریس ڈیسک) پتوکی سے اطلاع موصول ہوئی ہے کہ مورخہ ۷ مارچ ۹۴ء کو جماعت احمدیہ پتوکی کے مزید پانچ افراد کو ۲۳ فروری کو کسوف و خسوف کے نشان کے پورا ہونے کی خوشی میں جلسہ منعقد کرنے پر گرفتار کر لیا گیا ہے۔ یاد رہے کہ ۲۳ فروری ۹۴ء کو جماعت احمدیہ پتوکی مسجد احمدیہ میں بعد از نماز عشاء ایک جلسہ منعقد کر رہی تھی۔ یہ جلسہ کسوف و خسوف کی حدیث کے پورا ہونے کے ۱۰۰ سال گزرنے پر منعقد کیا جارہا تھا کہ مخالفین نے ہلہ بول دیا اور جلسہ گاہ

بقیہ صـ ۱۶

اداریہ

معارف قرآن کے نزول اور ظہور برکات کا زمانہ

امسال رمضان مبارک کا مقدس مہینہ بے انتہا رحمتیں اور برکتیں اپنے جلو میں لئے ہوئے ہم پر ظاہر ہوا اور خدا تعالیٰ کے بے انتہا فضلوں کے آسمانی دروازے ہم پر کھولتا ہوا رخصت ہوا۔ یہ رمضان مبارک بہت غیر معمولی عظمت اور شان کا حامل رمضان تھا۔ حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے آخری زمانہ میں مبعوث ہونے والے حضرت امام مہدی علیہ السلام کی صداقت کے اظہار کے لئے ماہ رمضان کی معین تاریخوں میں جو چاند اور سورج گرہن کا نشان ظاہر ہونے کی خبر دی تھی اس سال کے رمضان المبارک میں اس نشان کے ظہور پر سو سال کا عرصہ پورا ہوا اور اسی سال میں ہم نے یہ بھی نشان دیکھا کہ دنیا بھر میں ٹیلی ویژن کے ذریعہ حضرت امام مہدی علیہ السلام کے پیغام کی اشاعت کا ایک بابرکت سلسلہ شروع ہوا۔

سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام نے رمضان میں خسوف و کسوف کا یہ عظیم نشان دیئے جانے کی حکمت بیان کرتے ہوئے فرمایا تھا:

"رمضان نزول قرآن اور برکات کا مہینہ ہے اور مہدی موعود بھی رمضان کے حکم میں ہے کیونکہ اس کا زمانہ بھی رمضان کی طرح نزول معارف قرآن اور ظہور برکات کا زمانہ ہے۔" (ضمیمہ انجام آتھم۔ روحانی خزائن جلد ۱۱)

حضور علیہ السلام کا یہ ارشاد مبارک بہت سے گہرے حکمت کے پیغامات اپنے اندر رکھتا ہے اس سال کے رمضان مبارک میں خدا تعالیٰ کے فضل کے ساتھ ہمارے لئے رحمتوں و برکتوں کے مزید آسمانی دروازے کھولے گئے ہیں اور ہم نے ایک نئی شان کے ساتھ "نزول معارف قرآن اور ظہور برکات" کے نظارے دیکھے جبکہ حضرت اقدس مسیح موعود و مہدی موعود علیہ السلام کے خلیفہ رابع ہمارے محبوب امام حضرت مرزا طاہر احمد ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اس رمضان مبارک میں ہفتہ کے چھ روز (ماسوائے جمعتہ المبارک کے) مسجد فضل لندن سے قرآن مجید کے حقائق و معارف کے پاکیزہ بیان پر مشتمل درس ارشاد فرمایا جو مواصلاتی رابطوں کے ذریعہ دنیا بھر میں نشر ہوا اور ایک کثیر تعداد نے اپنی آنکھوں سے "نزول معارف قرآن اور ظہور برکات" کا ایمان افروز مشاہدہ کیا۔ اور ابھی تو اس حیرت انگیز طور پر "نزول معارف قرآن اور ظہور برکات" کے اس نئے دَور کا یہ ایک آغاز ہے۔ یہ سلسلہ تو ابھی بہت بڑھنے اور پھیلنے والا ہے اور وہ وقت دُور نہیں جب

"ہر ایک قوم اس چشمہ سے پانی پئے گی اور یہ سلسلہ زور سے بڑھے گا اور پھولے گا۔" انشاء اللہ۔

جھکے نہ جبر کے آگے کبھی خدا والے
خوشی سے کھیل گئے جاں پہ کربلا والے
نظام عدل تمہارا میں دیکھ آیا ہوں
تمہاری تاک میں بیٹھے ہیں اب قضا والے

(اسیر راہ مولا ۔ راجہ نذیر احمد ظفر)

احادیث النبی ﷺ

✻✻✻✻✻✻✻✻✻✻✻✻

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ كُنَّا جُلُوْسًا عِنْدَ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِذْ نَزَلَتْ عَلَیْهِ سُوْرَةُ الْجُمُعَةِ فَلَمَّا قَرَأَ: وَاٰخَرِیْنَ مِنْهُمْ لَمَّا یَلْحَقُوْا بِهِمْ: قَالَ رَجُلٌ مَّنْ هٰٓؤُلَآءِ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ؟ فَلَمْ یُرَاجِعْهُ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ حَتّٰی سَأَلَهٗ مَرَّةً اَوْ مَرَّتَیْنِ اَوْ ثَلَاثًا قَالَ وَفِیْنَا سَلْمَانُ الْفَارِسِیُّ قَالَ: فَوَضَعَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَدَهٗ عَلٰی سَلْمَانَ ثُمَّ قَالَ: لَوْ كَانَ الْاِیْمَانُ عِنْدَ الثُّرَیَّا لَنَالَهٗ رِجَالٌ مِّنْ هٰٓؤُلَآءِ۔ (بخاری کتاب التفسیر سورۃ جمعۃ و مسلم)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں بیٹھے تھے کہ آپؐ پر سورۃ جمعہ نازل ہوئی۔ جب آپؐ نے اسکی آیت وَاٰخَرِیْنَ مِنْهُمْ لَمَّا یَلْحَقُوْا بِهِمْ۔ پڑھی جس کے معنے یہ ہیں کہ "کچھ بعد میں آنے والے لوگ بھی ان صحابہ میں شامل ہوں گے جو ابھی ان کے ساتھ نہیں ملے" تو ایک آدمی نے پوچھا یا رسول اللہ! یہ کون لوگ ہیں جو درجہ تو صحابہ کا رکھتے ہیں لیکن ابھی ان میں شامل نہیں ہوئے۔ حضورؐ نے اس سوال کا کوئی جواب نہ دیا۔ اس آدمی نے تین دفعہ یہی سوال دہرایا۔ راوی کہتے ہیں کہ حضرت سلمان فارسیؓ ہم میں بیٹھے تھے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا ہاتھ ان کے کندھے پر رکھا اور فرمایا اگر ایمان ثریا کے پاس بھی پہنچ گیا یعنی زمین سے اٹھ گیا تو ان لوگوں میں سے کچھ لوگ اسکو واپس لے آئیں گے (یعنی آخرین سے مراد ابنائے فارس ہیں جن میں سے مسیح موعودؑ ہوں گے اور ان پر ایمان لانے والے صحابہؓ کا درجہ پائیں گے۔

✻✻✻✻✻✻✻✻✻✻✻✻

عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: لَا یَزْدَادُ الْاَمْرُ اِلَّا شِدَّةً وَلَا الدُّنْیَا اِلَّا اِدْبَارًا وَلَا النَّاسُ اِلَّا شُحًّا وَلَا تَقُوْمُ السَّاعَةُ اِلَّا عَلٰی شِرَارِ النَّاسِ وَلَا الْمَهْدِیُّ اِلَّا عِیْسَی بْنُ مَرْیَمَ۔ (ابن ماجہ باب شدۃ الزمان ص۲۵۶ مصری طبع علمیہ ۱۳۱۳ھ کنز العمال ص۱۸۶)

حضرت انسؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: معاملات شدت اختیار کرتے جائیں گے دنیا پر ادبار چھا جائے گا لوگ بخیل ہو جائیں گے شریر لوگ قیامت کا منظر دیکھیں گے۔ ایسے ہی نازک حالات میں اللہ تعالیٰ کا مامور ظاہر ہو گا۔ عیسیٰؑ کے سوا اور کوئی مہدی نہیں (یعنی مسیحؑ ہی مہدی ہوں گے کیونکہ مہدی کا کوئی الگ وجود نہیں ہے۔)

چاند اور سورج گرہن

حضرت امام مہدی علیہ السلام کی صداقت کے دو عظیم الشان آسمانی گواہ

اَلْقَمَرُ یَهْدِیْكُمْ اِلَی نُوْرِ الْهُدَی

چاند تمہیں ہدایت کی طرف رہنمائی کرتا ہے

وَالشَّمْسُ تَدْعُوْكُمْ اِلَی الْاِیْمَانِ

اور سورج تمہیں ایمان کی طرف بلا رہا ہے

(۲)

۔۔ اعتراض کیا جاتا ہے کہ حدیث میں خسوف قمر رمضان کی پہلی رات کو لکھا ہے لیکن چاند کا گرہن رمضان کی پہلی رات میں نہیں ہوا بلکہ تیرھویں رات میں ہوا اور نیز سورج کا گرہن رمضان کی پندرھویں تاریخ کو نہیں ہوا بلکہ ۲۸ تاریخ کو ہوا۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنی عربی تصنیف نور الحق حصہ دوم میں اس اعتراض کے جواب میں کہ حدیث میں خسوف قمر رمضان کی پہلی رات کو بیان کیا گیا ہے بتایا ہے کہ یہ اعتراض جہالت اور بیوقوفی پر مبنی ہے کیونکہ پہلی اور دوسری رات کے چاند کو جیسا کہ لسان العرب میں لکھا ہے بالاتفاق ہلال کہا جاتا ہے اور آپ نے اس کے متعلق کتب حدیث صحیح بخاری، صحیح مسلم، سنن دارقطنی، ترمذی اور مشکوٰۃ سے ۴۹ مثالیں درج فرمائی ہیں۔ ”تحفہ گولڑویہ“ میں اس اعتراض کا ذکر کرتے ہوئے آپ فرماتے ہیں:۔

”اس کا جواب یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس گرہن کے لئے کوئی نیا قاعدہ اپنی طرف سے نہیں تراشا بلکہ اسی قانون قدرت کے اندر اندر گرہن کی تاریخوں سے خبر دی ہے جو خدا نے ابتداء سے سورج اور چاند کے لئے مقرر کر رکھا ہے۔ اور صاف لفظوں میں فرما دیا ہے کہ سورج کا کسوف اس کے دنوں میں سے بیچ کے دن میں ہوگا اور قمر کا خسوف اس کی پہلی رات میں ہوگا۔ یعنی ان تین راتوں میں سے جو خدا نے قمر کے گرہن کے لئے مقرر فرمائی ہیں پہلی رات میں خسوف ہوگا۔ سو ایسا ہی وقوع میں آیا۔ کیونکہ چاند کی تیرھویں رات میں جو قمر کی خسوفی راتوں میں سے پہلی رات ہے خسوف واقع ہو گیا۔ اور حدیث کے مطابق واقع ہوا ورنہ مہینہ کی پہلی رات میں قمر کا گرہن ہونا ایسا ہی بدیہی محال ہے جس میں کسی کو کلام نہیں وجہ یہ کہ عرب کی زبان میں چاند کو اسی حالت میں قمر کہہ سکتے ہیں جبکہ چاند تین دن سے زیادہ کا ہو اور تین دن تک اس کا نام ہلال ہے نہ قمر۔ اور بعض کے نزدیک سات دن تک ہلال ہی کہتے ہیں۔ چنانچہ قمر کے لفظ میں لسان العرب وغیرہ میں یہ عبارت ہے **هُوَ بعد ثلث لیال اِلی اٰخر الشهر**

یعنی چاند پر قمر کے لفظ کا اطلاق تین رات کے بعد ہوتا ہے پھر جبکہ پہلی رات میں جو چاند نکلتا ہے وہ قمر نہیں ہے اور نہ قمر کی وجہ تسمیہ یعنی شدت سپیدی و روشنی اس میں موجود ہے تو پھر کیونکر یہ معنی صحیح ہونگے کہ پہلی رات میں قمر کو گرہن لگے گا۔ یہ تو ایسی ہی مثال ہے جیسے کوئی کہے کہ فلاں جوان عورت پہلی رات میں ہی حاملہ ہو جائے گی۔ اور اس پر کوئی مولوی صاحب ضد کر کے یہ معنی بتلا دیں کہ پہلی رات سے مراد وہ رات ہے جس رات وہ لڑکی پیدا ہوئی تھی تو کیا یہ معنے صحیح ہونگے؟ اور کیا ان کی خدمت میں کوئی عرض نہیں کرے گا کہ حضرت پہلی رات میں تو وہ جوان عورت نہیں کہلاتی بلکہ اس کو صبیہ یا بچہ کہیں گے۔ پھر اس کی طرف حمل منسوب کرنا کیا معنی رکھتا ہے؟ اور اس جگہ ہر ایک عقلمند یہی سمجھے گا کہ پہلی رات سے مراد زفاف کی رات ہے جبکہ اول دفعہ ہی کوئی عورت اپنے خاوند کے پاس جائے۔ اب بتلاؤ کہ اس فقرے میں اگر کوئی اس طرح کے معنے کرے تو کیا وہ معنے آپ کے نزدیک صحیح ہیں؟ اس بنیاد پر کہ خدا ہر ایک چیز پر قادر ہے اور کیا آپ ایسا خیال کر لینگے کہ وہ جوان عورت پیدا ہوتے ہی اپنی پیدائش کی پہلی رات میں ہی حاملہ ہو جائے گی۔ اے حضرات! خدا سے ڈرو۔ جبکہ حدیث میں قمر کا لفظ موجود ہے اور بالاتفاق قمر اس کو کہتے ہیں جو تین دن کے بعد یا سات دن کے بعد کا چاند ہوتا ہے تو اب ہلال کو کیونکر قمر کہا جائے۔ ظلم کی بھی تو کوئی حد ہوتی ہے۔ پھر ظاہر ہے کہ جبکہ قمر کے گرہن کے لئے تین راتیں خدا کے قانون قدرت میں موجود ہیں اور پہلی رات چاند کے خسوف کی تین راتوں میں سے مہینہ کی تیرھویں رات ہے اور ایسا ہی سورج کے گرہن کے لئے خدا کے قانون قدرت میں تین دن ہیں اور بیچ کا دن سورج کے کسوف کے دنوں میں سے مہینہ کی اٹھائیسویں تاریخ ہے تو یہ معنی کیسے صاف اور سیدھے اور سریع الفہم اور قانون قدرت پر مبنی ہیں کہ مہدی کے ظہور کی یہ نشانی ہوگی کہ چاند کو اپنے گرہن کی مقررہ راتوں میں سے جو اس کے لئے خدا نے ابتداء سے مقرر کر رکھی ہیں پہلی رات میں گرہن لگ جائیگا یعنی مہینہ کی تیرھویں رات جو گرہن کی مقررہ راتوں میں سے پہلی رات ہے۔ ایسا ہی سورج اپنے گرہن کے مقررہ دنوں میں سے بیچ کے دن میں گرہن لگے گا یعنی مہینہ کی اٹھائیسویں تاریخ کو جو سورج کے گرہن کا ہمیشہ بیچ کا دن ہے۔ کیونکہ خدا کے قانون قدرت کے رو سے ہمیشہ چاند کا گرہن تین راتوں میں سے کسی رات میں ہوتا ہے یعنی ۱۳، ۱۴، ۱۵۔ ایسا ہی سورج کا گرہن اس کے تین مقررہ دنوں میں سے کبھی باہر نہیں جاتا یعنی مہینہ کا ۲۷، ۲۸، ۲۹۔ پس چاند کے گرہن کا پہلا دن ہمیشہ تیرھویں تاریخ سمجھا جاتا ہے اور سورج کے گرہن کا بیچ کا دن ہمیشہ مہینہ کی ۲۸ تاریخ۔ عقلمند جانتا ہے اب ایسی صاف پیش گوئی میں بحث کرنا اور یہ کہنا کہ قمر کا گرہن مہینہ کی پہلی رات میں ہونا چاہئے تھا یعنی جبکہ کنارہ آسمان پر ہلال نمودار ہوتا ہے یہ کس قدر ظلم ہے۔ کہاں ہیں رونے والے جو اس قسم کی عقلوں کو روویں۔ یہ بھی خیال نہیں کرتے کہ پہلی تاریخ کا چاند جس کو ہلال کہتے ہیں وہ تو خود ہی مشکل سے نظر آتا ہے۔ اسی وجہ سے ہمیشہ عیدوں پر جھگڑے ہوتے ہیں۔ پس اس غریب بیچارہ کا گرہن کیا ہوگا۔ کیا پدی کیا پدی کا شوربا“۔

(تحفہ گولڑویہ، روحانی خزائن جلد ۱۸ صہ ۱۳۷ تا ۱۴۰)

اسی طرح آپ نے ضمیمہ انجام آتھم میں مولویوں کے اس احمقانہ عذر کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا:۔

”......ان مولویوں کو چاہئے تھا۔ کہ اگر اس پیش گوئی کی صحت میں شک تھا تو ایسی کوئی نظیر سابق زمانہ میں سے بحوالہ کسی کتاب کے پیش کرتے جس میں لکھا ہوتا کہ پہلے ایسا دعویٰ ہو چکا ہے۔ اور اس کے وقت میں ایسا خسوف کسوف بھی ہو چکا ہے مگر اس طرف تو انہوں نے رخ بھی نہیں کیا۔ اور یہ احمقانہ عذر پیش کر دیا ہے کہ اس پیش گوئی کے یہ معنی ہیں کہ چاند کو رمضان کی پہلی رات میں گرہن لگے گا اور پندرہ تاریخ کو سورج گرہن ہوگا۔ لاحول ولا قوۃ۔ ان احمقوں نے یہ معنی کس لفظ سے سمجھ لئے۔ اے نادانو! آنکھوں کے اندھو! مولویت کو بدنام کرنے والو! ذرہ سوچو! کہ حدیث میں چاند گرہن میں قمر کا لفظ آیا ہے۔ پس اگر یہ مقصود ہوتا کہ پہلی رات میں چاند گرہن ہوگا تو حدیث میں قمر کا لفظ نہ آتا۔ بلکہ ہلال کا لفظ آتا۔ کیونکہ کوئی شخص اہل لغت اور اہل زبان میں سے پہلی رات کے چاند پر قمر کا لفظ اطلاق نہیں کرتا۔ بلکہ وہ تین رات تک ہلال کے نام سے موسوم ہوتا ہے۔ پس ایک ایماندار کے لئے یہ ایک بدیہی قرینہ ہے کہ اس جگہ پہلی رات سے مہینہ کی پہلی رات مراد نہیں۔ بلکہ چاند گرہن کی پہلی رات مراد ہے۔ اگر مہینہ کی پہلی رات مراد ہوتی تو اس جگہ ہلال کا لفظ چاہئے تھا نہ قمر کا۔ گویا یوں عبارت چاہئے تھی کہ **یَنْكَسِفُ الهِلاَلُ لاَوّل لیلة**۔ سو اب سوچنا چاہئے کہ یہ لوگ اس علمیت کے ساتھ مولوی کہلاتے ہیں۔ اب تک یہ بھی خبر نہیں کہ پہلی رات کے چاند کو عربی زبان میں کیا کہتے ہیں“۔

(ضمیمہ انجام آتھم، روحانی خزائن جلد ۱۱ صہ ۳۳۰، ۳۳۱)

ایک اعتراض معاندین کی طرف سے یہ کیا جاتا ہے کہ حدیث کے الفاظ

لم تکونا منذ خلق السماوات والارض

کا مطلب ہے کہ یہ خسوف و کسوف بطور خارق ہوگا۔ نہ کہ ایسا خسوف کسوف جو منجمین کے نزدیک معلوم و معروف ہے۔

اس کے جواب میں حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:۔

”آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمانا اس غرض سے نہیں تھا کہ وہ خسوف کسوف قانون قدرت کے برخلاف ظہور میں آئے گا۔ اور نہ حدیث میں کوئی ایسا لفظ ہے۔ بلکہ صرف یہ مطلب تھا کہ اس مہدی سے پہلے کسی مدعی صادق یا کاذب کو یہ اتفاق نہیں ہوا ہوگا کہ اس نے مہدویت یا رسالت کا دعویٰ کیا ہو۔ اور اس کے وقت میں ان تاریخوں میں رمضان میں خسوف کسوف ہوا ہو“

(ضمیمہ انجام آتھم، روحانی خزائن جلد ۱۱ صہ ۳۳۰)

پھر فرمایا:۔

"…. اور یہ خیال کہ اس حدیث میں جو یہ فقرہ ہے کہ لم تکونا منذ خلق السماوات والارض اس سے سمجھا جاتا ہے کہ یہ خسوف و کسوف بطور خارق ہوگا نہ ایسا خسوف کسوف جو منجمین کے نزدیک معلوم و معروف ہے۔ یہ وہم بھی اس بات پر قطعی دلیل ہے کہ یہ لوگ علم عربی اور عالمانہ تدبر سے بالکل بے نصیب اور بے بہرہ ہیں۔ یہودیوں کے لئے خدا نے اس گدھے کی مثال لکھی ہے جس پر کتابیں لدی ہوئی ہوں مگر یہ خالی گدھے ہیں۔ یہ اس شرف سے بھی محروم ہیں جو ان پر کوئی کتاب ہو۔

ہریک عقلمند جس کو ذرہ انسانی عقل میں سے حصہ ہو سمجھ سکتا ہے کہ اس جگہ "لم تکونا" کا لفظ آیتین سے متعلق ہے جس کے یہ معنے ہیں کہ یہ دونوں نشان بجز مہدی کے پہلے اس سے اور کسی کو عطا نہیں کئے گئے۔ پس اس جگہ یہ کہاں سے سمجھا گیا کہ یہ کسوف خسوف خارق عادت ہوگا۔ بھلا اس میں وہ کونسا لفظ ہے جس سے خارق عادت سمجھا جائے۔ اور جبکہ مطلب صرف یہ بات تھی کہ ان تاریخوں میں کسوف خسوف رمضان میں ہونا کسی کے لئے اتفاق نہیں ہوا۔ صرف مہدی موعود کے لئے اتفاق ہوگا تو پھر کیا حاجت تھی کہ خدا تعالیٰ اپنے قدیم نظام کے برخلاف چاند گرہن پہلی رات میں جبکہ خود چاند کالعدم ہوتا ہے کرتا۔ خدا نے قدیم سے چاند گرہن کے لئے ۱۳، ۱۴، ۱۵ اور سورج گرہن کے لئے ۲۷، ۲۸، ۲۹ تاریخیں مقرر کر رکھی ہیں۔ سو پیش گوئی کا ہرگز یہ مطلب نہیں کہ یہ نظام اس روز ٹوٹ جائیگا۔ جو شخص ایسا سمجھتا ہے وہ گدھا ہے نہ انسان۔ پیش گوئی کے لفظ صاف ہیں جن سے صریح ثابت ہوتا ہے کہ "لم تکونا" کے لفظ سے صرف یہ مطلب ہے کہ مہدی موعود کو ایک عزت دی جائے اور اس نشان کو اس کے لئے خاص کر دیا جائے۔ سو پیش گوئی کا بھی مفہوم یہی ہے کہ یہ نشان کسی دوسرے مدعی کو نہیں دیا گیا خواہ صادق ہو یا کاذب۔ صرف مہدی موعود کو دیا گیا ہے۔ اگر یہ ظالم مولوی اس قسم کا خسوف کسوف کسی اور مدعی کے زمانہ میں پیش کر سکتے ہیں تو پیش کریں۔ اس سے بیشک میں جھوٹا ہو جاؤں گا۔ ورنہ میری عداوت کے لئے اس قدر عظیم الشان معجزہ سے انکار نہ کریں۔

اے اسلام کے عار مولویو! ذرہ آنکھیں کھولو۔ اور دیکھو کہ کس قدر تم نے غلطی کی ہے۔ جہالت کی زندگی سے تو موت بہتر ہے۔ صاف ظاہر ہے کہ اس حدیث میں کسوف خسوف کو بینظیر نہیں ٹھہرایا گیا بلکہ اس نسبت کو بینظیر ٹھہرایا گیا ہے جو مہدی کے ساتھ اس کو واقع ہے۔ یعنی مطلب یہ ہے کہ اس طور کا خسوف کسوف جو اپنی تاریخوں اور مہینے کے لحاظ سے مہدی کے ساتھ تعلق رکھتا ہے۔ یہ تعلق اس کا پہلے اس سے کبھی دوسرے کیساتھ نہیں ہوا۔ اور تفسیر کی اس طرح پر ہے کہ

"انَّ لِمَهْدِيِّنَا آيَتَينِ لَمْ تَكُونَا لاحد مُنْذُ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ.

پس اس جگہ غرض تو یہ ہے کہ یہ دو نشان اس خصوصیت کے ساتھ مہدی کو دئے گئے ہیں پہلے اس سے کسی کو نہیں دئے گئے اور لم تکونا کا لفظ آیتین کی تشریح کرتا ہے کہ وہ مہدی کے ساتھ خاص کئے گئے ہیں۔ خسوف کسوف کی کوئی نرالی حالت بیان کرنا منظور نہیں بلکہ اس عبارت میں دونوں نشانوں کی مہدی کے ساتھ تخصیص منظور ہے۔ نہ یہ کہ خسوف کسوف کی کوئی نرالی حالت بیان کی جائے۔ اور اگر نرالی حالت بیان کرنا منظور ہوتا تو عبارت یوں چاہئے تھی کہ

يَنْكَسِفُ الْقَمَرُ والشّمس علٰى نهج مَا انكَسَفَا مُنْذُ خَلْقِ السَّمٰوٰت والاَرْض.

یعنی ایسے طور سے چاند اور سورج گرہن ہوگا۔ کہ پہلے اس سے جب سے آسمان و زمین پیدا کئے گئے ہیں۔ ایسا خسوف کسوف کبھی نہیں ہوا۔ اب میں نے خوب تشریح کر کے اصل معنوں کو ننگا کر کے دکھلا دیا ہے۔ اب بھی اگر کوئی نہ سمجھے گا۔ تو وہ پاگل کہلائے گا۔

اور اگرچہ پیش گوئی کے لفظوں سے یہ بات ہرگز نہیں نکلتی کہ خسوف کسوف کوئی نرالی طور پر ہوگا مگر خدا تعالیٰ نے ان مولویوں کا منہ کالا کرنے کے لئے اس خسوف کسوف میں بھی ایک امر خارق عادت رکھا ہے۔ چنانچہ مارچ ۱۸۹۴ء پایونیر اور سول ملٹری گزٹ نے اقرار کیا ہے کہ یہ خسوف و کسوف جو ۶ اپریل ۱۸۹۴ء کو ہوگا۔ یہ ایک ایسا عجیب ہے کہ پہلے اس سے اس شکل اور صورت پر کبھی نہیں ہوا"۔ دیکھو کفار گواہی دیتے ہیں کہ یہ کسوف خسوف خارق عادت ہے اور مولوی اعتراض کر رہے ہیں۔ !!!

چو کافر شناسا تر از مولویست
بریں مولویت بباید گریست

(ضمیمہ انجام آتھم روحانی خزائن جلد ۱۱ صـ ۳۳۱، ۳۳۲)

ایک اعتراض یہ کیا جاتا ہے کہ خسوف کسوف کے بارے میں جو اقوال ہیں وہ اس بات پر دلالت کرتے ہیں کہ ان کے بعد مہدی کا ظہور ہو۔ کیا ممکن نہیں کہ خسوف کسوف تو اب رمضان میں ہو گیا ہو مگر مہدی جس کی تائید اور شناخت کے لئے خسوف کسوف ہوا ہے وہ پندرھویں صدی میں پیدا ہو یا سولہویں صدی میں یا اس کے بعد کسی اور صدی میں۔

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:۔

ان لمهدينا آيتين یعنی ہمارے مہدی کے مصدق موید دو نشان ہیں۔ پس یہ لام جو انتفاع کے لئے آیا ہے صاف دلالت کرتا ہے کہ خسوف کسوف سے پہلے مہدی کا ظہور ضروری ہے اور نشان کسوف و خسوف اس کے خروج کے بعد ہوا ہے اور اس کی تصدیق کیلئے ظاہر کیا گیا ہے اور نشانوں کے ظاہر کرنے کے لئے سنت اللہ بھی یہی ہے کہ وہ سچے مدعی کے دعویٰ کی تصدیق کے لئے ہوتے ہیں۔ بلکہ ایسے وقت میں ہوتے ہیں جبکہ اس مدعی کی تکذیب سرگرمی سے کی جائے۔ اور جو قبل از وقت بعض علامات ظاہر ہوتی ہیں ان کا نام نشان نہیں بلکہ ان کا نام ارہاص ہے۔

آیت، جس کا ترجمہ نشان ہے اصل میں ایواء سے مشتق ہے جس کے معنی ہیں پناہ دینا۔ سو آیت کے لفظ کا عین محل وہ ہے جب ایک مامور من اللہ کی تکذیب کی جائے۔ اس کو جھوٹا ٹھہرایا جائے۔ تب اس وقت اس بیکس کو خدا تعالیٰ اپنی پناہ میں لانے کیلئے جو کچھ خارق عادت امر ظاہر کرتا ہے اس امر کا نام آیت یعنی نشان ہے۔

اس تحقیقات سے ثابت ہے کہ نشان کے لئے ضروری ہے کہ جب تکذیب کے بعد ظاہر ہو۔ گویا اس کے سچے ہونے پر ایک نشانی لگا دی گئی۔ لیکن یہ نشانی اس وقت نفع دے گی کہ جب تکذیب کے وقت ظاہر ہو اور قبل وجود مدعی جو کچھ ظاہر ہو وہ امر مشتبہ ہوتا ہے۔ اور ہر ایک اس کو اپنی طرف نسبت کر سکتا ہے۔ اب اس کا کون فیصلہ کرے کہ اس کا مصداق فلاں شخص ہے دوسرا نہیں۔ لیکن اگر نشان کے وقت میں دو مدعی ہوں تو نشان کا مصداق وہ ہوگا جس نے کھلے طور پر زور سے اپنے دعویٰ کا اظہار کیا ہے۔ اور جس کی تکذیب بڑی سرگرمی اور زور شور سے ہوئی ہے۔ صادق کی ایک یہ بھی نشانی ہے اس کی تکذیب بڑے زور شور سے ہوتی ہے۔ دیکھو ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی تکذیب میں منکرین نے ایک قیامت برپا کر دی تھی۔ اور مسیلمہ کذاب کو چپکے ہی قبول کر لیا تھا۔ صادق اوائل میں ستایا جاتا اور دکھ دیا جاتا ہے مگر آخر فتح پاتا ہے۔ کاذب پہلے قبول کیا جاتا ہے۔ مگر آخر ذلیل ہوتا ہے۔

اور یہی سنت اللہ ہے کہ جب ایک شخص مدعی پیدا ہو پھر اگر وہ سچا ہے تو اس کی تائید کے لئے نشان پیدا ہوتے ہیں۔ یہ نہیں کہ مدعی کا ابھی نام و نشان نہ ہو اور نشان پہلے ظاہر کیا جائے اور ایسے نشان پر کوئی نفع بھی مترتب نہیں ہو سکتا کیونکہ ممکن ہے کہ نشانوں کو دیکھ کر دعویٰ کرنے والے بہت نکل آویں۔ یہ بھی خیال کرنا چاہئے کہ اب خسوف کسوف کو تیسرا سال جاتا ہے بھلا بتاؤ کونسا دوسرا مہدی پیدا ہو گیا۔ جو تمہارے نزدیک سچا ہے۔

ماسوا اس کے خسوف کسوف کا نشان ایک غضب اور انذار کا نشان ہے جو ان لوگوں کے لئے ظاہر ہونا چاہئے جو تکذیب میں سرگرم ہوں اور ان کی عقلوں پر ضلالت کا گرہن لگ گیا ہو۔ پھر جبکہ ابھی مہدی کا وجود ہی نہیں تو اس کا مکذب کون ہوگا۔ جس کے ڈرانے کیلئے یہ انذاری نشان ظاہر ہوا۔ کیا عقل قبول کر سکتی ہے کہ غضب کا نشان تو ظاہر ہو جائے مگر جس کے لئے غضب کیا گیا ہے ابھی وہ موجود نہ ہو"۔

(ضمیمہ انجام آتھم، روحانی خزائن جلد ۱۱ صـ ۳۳۴، ۳۳۵)

تحفہ گولڑویہ میں اس اعتراض کا جواب دیتے ہوئے آپؑ فرماتے ہیں:۔

"…. اے بزرگو! خدا ہی تم پر رحم کرے جبکہ آپ لوگوں کی فہم کی یہاں تک نوبت پہنچ گئی ہے تو میرے اختیار میں نہیں کہ میں کچھ سمجھا سکوں۔ صاف ظاہر ہے کہ خدا کے نشان اس کے رسولوں اور ماموروں کی تصدیق اور شناخت کیلئے ہوتے ہیں اور ایسے وقت میں ہوتے ہیں جبکہ ان کی سخت تکذیب کی جاتی ہے اور ان کو مفتری اور کافر اور فاسق قرار دیا جاتا ہے تب خدا کی غیرت ان کے لئے جوش مارتی ہے اور وہ چاہتا ہے کہ اپنے نشانوں سے صادق کو صادق کر کے دکھلا دے۔ غرض ہمیشہ آسمانی نشانوں کے لئے ایک محرک کی ضرورت ہوتی ہے اور جو لوگ بار بار تکذیب کرتے ہیں وہی محرک ہوتے ہیں۔ نشانوں کی یہی فلاسفی ہے۔ اور یہ کبھی نہیں ہوتا کہ نشان تو آج ظاہر ہو اور جس کی تصدیق اور اس کے مخالفوں کے ذب اور دفع کے لئے وہ نشان ہے وہ کہیں سو یا دو سو یا تین سو یا ہزار برس کے بعد پیدا ہو

بقیہ صـ ۱۵

SCL

DISTRIBUTORS OF COMPUTER PARTS AND SPARES
DIRECT TO THE PUBLIC

4A RANELAGH ROAD, SOUTHALL,
MIDDLESEX, UB1 1DO
TELEPHONE 081 571 0859/9933
MOBILE 0831 093 120
FAX 081 571 9933

خطبہ جمعہ

اگر آپ کے دلوں میں خدا تنویر پیدا فرمادے، آپ کے دلوں میں چراغ روشن کردے تو خدا کی قسم تمام دنیا کی پھونکیں بھی ان چراغوں کو نہیں بجھاسکیں گی

خطبہ جمعہ فرمودہ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز
بتاریخ ۲۵ فروری ۱۹۹۴ء مطابق ۲۵ تبلیغ ۱۳۷۳ ہجری شمسی بمقام مسجد فضل لندن

(خطبہ کا یہ متن ادارہ الفضل اپنی ذمہ داری پر شائع کر رہا ہے)

أشهد أن لا إله إلا الله وحده لا شريك له، وأشهد أن محمدًا عبده ورسوله. أما بعد فأعوذ بالله من الشيطان الرجيم. ﴿بسم الله الرحمٰن الرحيم* الحمد لله رب العٰلمين* الرحمٰن الرحيم* مٰلك يوم الدين* إياك نعبد وإياك نستعين* اهدنا الصراط المستقيم* صراط الذين أنعمتَ عليهم غير المغضوب عليهم ولا الضالين*﴾

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِنَّ كَثِيْرًا مِّنَ الْاَحْبَارِ وَالرُّهْبَانِ لَيَاْكُلُوْنَ اَمْوَالَ النَّاسِ بِالْبَاطِلِ وَيَصُدُّوْنَ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ؕ وَالَّذِيْنَ يَكْنِزُوْنَ الذَّهَبَ وَالْفِضَّةَ وَلَا يُنْفِقُوْنَهَا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ۙ فَبَشِّرْهُمْ بِعَذَابٍ اَلِيْمٍ ۙ﴿۳۴﴾

يَّوْمَ يُحْمٰى عَلَيْهَا فِيْ نَارِ جَهَنَّمَ فَتُكْوٰى بِهَا جِبَاهُهُمْ وَجُنُوْبُهُمْ وَظُهُوْرُهُمْ ؕ هٰذَا مَا كَنَزْتُمْ لِاَنْفُسِكُمْ فَذُوْقُوْا مَا كُنْتُمْ تَكْنِزُوْنَ ﴿۳۵﴾ (التوبۃ: ۳۴-۳۵)

جس آیت کی میں نے تلاوت کی ہے اس کے مضمون میں داخل ہونے سے پہلے میں ایک اور بات کا اعلان کرنا چاہتا ہوں۔ کل کا دن جماعت کی تاریخ میں ایک بہت ہی روشن دن تھا یعنی ۱۳ رمضان۔ کل سے پورے سو سال پہلے قادیان کے افق پر اور وہ افق مکہ تک پھیلا ہوا تھا خدا کے فضل اور رحم کے ساتھ تیرہ سو سال میں پہلی بار اس عظیم الشان پیش گوئی کا ظہور ہوا جو حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے مہدی کی صداقت کا نشان تھا۔ وہ پیش گوئی آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی صداقت کا ایک عظیم نشان تھی اور اس کا ذکر اس حدیث میں ملتا ہے کہ:

«انَّ لِمَهْدِيِّنَا آيَتَيْنِ لَمْ تَكُونَا مُنْذُ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ. يَنْكَسِفُ الْقَمَرُ لِاَوَّلِ لَيْلَةٍ مِّنْ رَمَضَانَ وَتَنْكَسِفُ الشَّمْسُ فِي النِّصْفِ مِنْهُ وَلَمْ تَكُونَا مُنْذُ خَلَقَ اللّٰهُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ.»
(سنن دارقطني، باب صفة صلوة الخسوف والكسوف وهيئتهما)

اس پیش گوئی سے متعلق انشاء اللہ تفصیلی گفتگو تو بعد میں ہوگی لیکن چونکہ کل رمضان مبارک کی وہ تیرہ تاریخ تھی جبکہ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اور آپ کے عشاق کی نگاہیں آسمان پر حمد و شکر سے لبریز ہو کر اس حالت میں پڑتی تھیں کہ روحیں سجدہ ریز تھیں اور نظر اس آسمانی نشان پر تھی اور انتظار میں تھے کہ کتنے دن اور سورج کے گرہن کا نشان ہونے میں باقی ہیں۔ ایک ایک دن کاٹ کر کٹے اور پھر سورج کی وہ ۲۸ تاریخ پہنچی جس میں دن کے وقت سورج نے بھی گہنایا جانا تھا اور اس طرح حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی عظیم پیش گوئی پوری ہوئی۔ یہ عجیب بات ہے کہ اگرچہ دنیا میں بہت سے مہدویت کے دعوے داروں کا ذکر ملتا ہے لیکن ساری تاریخ کو کھنگال کر دیکھ لو ایک بھی دعوے دار ایسا نہیں جس نے چاند اور سورج کے گرہنوں کو اپنی صداقت کے نشان کے طور پر پیش کیا ہو۔ جو دعوے کے بعد خود منتظر رہا ہو اور اسکے ماننے والے منتظر رہے ہوں کہ کب آسمان سے یہ نشان ظاہر ہونگے اور انکے دشمن بھی منتظر رہے ہوں کہ ان نشانات کے ظاہر ہونے سے پہلے یہ دعوے دار مرجائے اور ہم اپنی آنکھوں سے اسکا جھوٹا ہونا دیکھ لیں۔ یہ دوہرے انتظار کی کیفیت تھی جو ۱۸۸۹ء سے شروع ہوئی جبکہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے باقاعدہ مہدویت کے دعوے کے بعد جماعت کی بنیاد رکھی اور اللہ تعالیٰ کے فضل کے ساتھ ۱۸۹۴ء میں یہ پیش گوئی اپنی تمام کمال شان کے ساتھ پوری ہوئی۔

ہم اس سال میں داخل ہوئے ہیں جو آسمانی گواہیوں کا سال ہے۔ زمین کی گواہیاں تو یہ لوگ رد کر بیٹھے ہیں اب آسمان سے گواہیاں اتر رہی ہیں اور ٹیلی ویژن کے ذریعے سب دنیا کا جماعت احمدیہ کے پیغام کو سننا بھی ایک آسمانی گواہی ہے اور یہ عجیب اللہ کی شان ہے کہ اسی سال میں یہ دونوں باتیں اپنے درجہ کمال کو پہنچی ہیں۔

پس اللہ تعالیٰ کے ان احسانات کا جماعت جتنا بھی شکر ادا کرے اتنا ہی کم ہے مگر ان خوشیوں کے ساتھ کچھ کانٹے بھی تو ہیں وہ کانٹے وہ ہیں جو دشمن کے دل کا عذاب ہے اور ہماری راہ کے کانٹے بن جاتے ہیں اور یہ پیش گوئی بھی لازماً پوری ہونی تھی کیونکہ حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے ان غلاموں کے حق میں جنہوں نے آخرین میں ظاہر ہونا تھا خصوصیت سے یہ تمثیل پیش کی گئی تھی کہ انکی مثال تو ایسے ہی ہے جیسے ایک بیج بویا جائے، اس میں سے کونپل پھوٹے، پھر وہ اپنے ڈنٹھل پر کھڑی ہو کر مضبوط ہونے لگے اور بہت خوش نما دکھائی دے۔ زراع وہ بونے والے ہاتھ اور وہ بونے والے دل جنہوں نے اس کھیتی کو بویا ہو اس سے بہت خوشی محسوس کریں۔ يُعْجِبُ الزُّرَّاعَ وہ کھیتی اس شان کے ساتھ نشوونما پائے کہ بونے والوں کے دلوں کو خوشیوں سے بھر دے۔ لِيَغِيْظَ بِهِمُ الْكُفَّارَ مگر یاد رکھو کہ ان کے منکر ضرور غیظ و غضب میں مبتلا ہونگے۔ ایک طرف اس کھیتی کی نشوونما دلوں کو خوشیوں سے بھر رہی ہوگی اور دوسری طرف ان کے دشمن اسے دیکھ دیکھ کر غیظ و غضب میں مبتلا ہونگے۔

پہلے زمینی ذرائع سے کام لے کر زمین میں ہونے والے نشانات کے منہ بند کرنے کی کوشش کی جاتی تھی اب آسمان سے نشان ظاہر ہو رہے ہیں۔ بند کر کے دکھاؤ۔ ان کا رستہ روک کر دکھاؤ۔ تم میں طاقت نہیں ہے کہ اس رستے کو روک سکو۔ پھونکوں سے اللہ کے جلائے ہوئے چراغ بھی کہیں بجھائے جاتے ہیں!!

تم نے ربوہ والوں کا چراغاں روک دیا مگر ربوہ کی طرف سے جو چراغاں ہم نے کل عالم کو دکھایا ہے اسے کس طرح روک سکو گے؟ یہ وہ چراغ نہیں ہیں جو تمہاری پھونکوں سے بجھ سکیں۔ تمہارے سینے کی آگ بھی ظاہر ہوتی ہے اور دنیا دیکھتی ہے مگر وہ روشنی کے چراغ جو اللہ نے احمدیوں کے سینوں میں روشن کر دیئے ہیں اور تمام دنیا میں اس سے نور

ہی نور پھیل رہا ہے انکی راہ تم نہیں روک سکتے اور ان شمعوں کو تم نہیں بجھا سکتے۔ یہ آسمان سے نازل ہونے والے نور ہیں ان پر بندے کا کوئی اختیار نہیں ہے۔ پس اہل ربوہ کو اب خوش ہونا چاہئے کہ پہلے تو انکی خوشیوں کی آواز دبا دی جاتی تھی اب وہ آواز نہیں دبے گی۔ انکی خوشیاں منانے والے سارے عالم میں انکی طرف سے خوشیاں منائیں گے اور یہ خوشیوں کے دن بڑھنے والے ہیں پھیلنے والے ہیں روشن سے روشن تر ہونے والے ہیں۔ یہ وہ دن ہیں جو راتوں کو بھی دن بنا دیں گے۔ اس لئے جماعت احمدیہ کو ان تکلیفوں پر کسی غم اور دکھ کی ضرورت نہیں۔ یہ ہماری کامیابیوں کا ایک لازمی حصہ ہیں۔ قرآن کو کیسے بدلا جاسکتا ہے۔ قرآن کی پیش گوئی ہے کہ تم جب جب آگے بڑھو گے تب تب دشمن کو تکلیف پہنچے گی۔ پس یہ تکلیف بھی ایک نشان ہے اور ہمارا آگے بڑھنا بھی ایک نشان ہے۔ اس راہ میں آگے سے آگے بڑھتے چلو۔ خدا کی تائید تمہارے ساتھ پہلے سے بڑھ کر قوت کے مظاہرے کر رہی ہے، پہلے سے زیادہ بڑھ کر روشن نشان دکھا رہی ہے اس قافلے کا رخ اب آگے کی طرف اور بلندی سے بلند تر منازل کی طرف ہے اور انشاء اللہ تعالیٰ یہ جماعت پہلے سے کہیں زیادہ تیزی کے ساتھ آگے بڑھ رہی ہے اور بڑھتی چلی جائے گی۔ رمضان مبارک میں دعا مانگیں کہ اللہ تعالیٰ ہمیں عباد الشکور بنائے۔ جتنے احسان خدا کے نازل ہوئے ہیں حقیقت میں ہم مجسم شکر بن جائیں، ہمارا رواں رواں شکر ہو جائے تب بھی انکا حق ادا نہیں ہوسکتا اور جو شکر، جتنا بھی ہم ادا کرتے ہیں وہ آسمان پر پھر قبول ہو رہا ہے اور پھر رحمتیں بن کر ہم پر برسنے والا ہے۔

پس یہ تو ایک ایسا دور ہے جو لامتناہی روحانی لذتوں کا دور ہے اب تو نشے میں ڈوب کر آگے بڑھنے کا معاملہ ہے اور انشاء اللہ تعالیٰ آپ دیکھیں گے کہ دن بدن اللہ تعالیٰ کے فضل کے ساتھ اللہ تعالیٰ کے فیض پہلے سے بڑھ کر شان کے ساتھ اتریں گے اور آسمان کے رنگ، زمین کے رنگ بدل دیں گے۔ یہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی پیش گوئی ہے۔ آپ کو الہاما بتایا گیا تھا کہ آراء تبدیل کی جائیں گی۔ یہ رنگ بدلے جائیں گے اور دیکھیں انشاء اللہ تعالیٰ دن بدن ایسا ہی ہوگا۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو جو اس وقت زندہ ہیں اس خوشیوں کی زندگی میں آگے بڑھائے ہم اپنی آنکھوں سے یہ نشان پورے ہوتے دیکھیں اور ہماری آنکھیں ہمارے دل کے لئے مسرتوں کی بارش برساتی رہیں اور ہمارے دل اس سے سیراب ہوتے رہیں۔ قرآن کا محاورہ ہے آنکھیں ٹھنڈی کرنا۔ میں نے جب آنکھوں کی بات کی تو میرے ذہن میں وہ آنکھیں ٹھنڈی کرنے کی بات تھی۔ میں نے سوچا کہ دل کے ٹھنڈا ہونے کا ذکر نہیں، آنکھوں کے ٹھنڈا ہونے کا ذکر ہے۔ اس سے یہ مضمون میرے ذہن میں ابھرا (جسے میں نے بیان کرنے میں شروع میں دقت محسوس کی) کہ یہ آنکھوں کی ٹھنڈک ہے جو طراوت بن کر دل پر اترا کرتی ہے اور اس سے دل اپنی پاتال تک سیراب ہو جایا کرتا ہے۔ پس قرآن کریم نے بہت ہی پیارا محاورہ استعمال فرمایا ہے کہ قرۃ عین نصیب ہونے کی دعا مانگا کرو تو اللہ تعالیٰ نے ہمارے لئے قرۃ عین کے سامان فرما دیئے ہیں اور انشاء اللہ تعالیٰ یہ بڑھتے چلے جائیں گے۔

اب میں اس آیت کے مضمون کی طرف آتا ہوں جسکی میں نے تلاوت کی تھی اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اے لوگو جو ایمان لائے

﴿.. كثيرًا من الاحبار والرّهبان ليأكلون أموال النّاس بالباطل..﴾

بہت سے ایسے دینی علم رکھنے والے اور بظاہر خدا کی یاد میں الگ ہو جانے والے پیر و فقیر یعنی علماء بھی اور پیر بھی ایسے ہیں کہ لوگوں کا مال باطل سے کھاتے ہیں اور باطل ذریعوں سے لوگوں کا مال کھانے والوں کی علامت کیا ہے؟

﴿.. ويصدّون عن سَبيل اللّٰه..﴾

وہ اللہ کے راستے سے روکتے ہیں۔ اس طرح وہ پہچانے جائیں گے اور عجیب بات ہے کہ جماعت کے مخالفین کا رزق اللہ کے راستے سے روکنے میں رکھا گیا ہے۔ قرآن کریم نے دوسری جگہ اس مضمون کو بیان فرمایا ہے۔ کیا تم تکذیب میں اپنا رزق پاتے ہو۔ اس لئے تکذیب کرتے ہو کہ یہاں سے تمہیں رزق ملتا ہے۔ وہی مضمون ہے جسے یہاں باندھا گیا ہے کہ ایسے حرام مال کھانے والے تمہیں بظاہر نیک لوگوں میں ملیں گے، جبہ پوشوں میں، علم کا دعویٰ کرنے والے خدا کی خاطر دنیا ترک کرنے والوں میں ملیں گے۔ مگر ان کی پہچان کیا ہوگی؟ وہ خدا کے راستے میں روکیں ڈالیں گے اور یہی ان کے اموال کے کھانے کا ذریعہ بن جائے گا۔ یہ بات اس میں مضمر ہے۔ لیکن اس کے علاوہ ایک اور گروہ کا بھی ذکر فرمایا ہے۔ وہ ہے

﴿.. والّذين يكنزون الذّهب والفضة..﴾

لیکن کچھ ایسے لوگ بھی ہیں جو کمائی خود کرتے ہوں چاہے حلال ذریعے سے کریں چاہے حرام ذریعے سے کریں مگر مال کی محبت ایسی رکھتے ہیں کہ مال کو جمع کرنا ہی ان کی زندگی کا مقصد بن جاتا ہے۔ وہ چاندی اور سونا جمع کرنے میں اپنی عمریں گنوا دیتے ہیں اور ان کی نشانی کیا ہے کہ یہ خدا کو ناراض کرنے والے ہیں؟

﴿.. ولاَ يُنفقونَهَا في سَبيل اللّٰه..﴾

یہ اللہ کی راہ میں خرچ کرنے کی توفیق نہیں پاتے اور یہ وہ دونوں گروہ ہیں جو در حقیقت منکرین سے ہی تعلق رکھتے ہیں ﴿.. فبشرهم بعذاب أليم﴾

انہیں دردناک عذاب کی خوشخبری دے دے

﴿يومَ يُحمى عليها في نار جهنّم فتُكوى بهَا جِباهُهُمْ وَجُنُوبهم..﴾

جب ان کی پیشانیاں اس دولت سے جو جمع کی ہے داغی جائیں گی اور ان کے پہلو بھی اور ان کی پیٹھیں بھی۔

﴿.. هٰذا ما كَنَزتم لأنفسكُم فذُوقوا مَا كُنتم تَكنِزون﴾

یہ کچھ ہے جو تم نے اپنے لئے جمع کیا تھا پس آج اس اندوختے کا مزہ چکھو جو تم اپنے حق میں جمع کرتے رہے ہو۔ یہ جو نتیجہ ہے یہ دونوں پر برابر صادق آتا ہے۔ دو الگ الگ گروہ بیان ہوئے۔

اب دیکھیں جماعت احمدیہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے ان سے کتنی مختلف ہے۔ ان دونوں مثالوں پر غور کر کے دیکھیں۔ اس کا برعکس جماعت احمدیہ پر صادق آتا ہے۔ وہ حرام کمائی نہیں کرتے اور اللہ کی راہ سے روکتے نہیں بلکہ اللہ کی طرف بلاتے ہیں اور اللہ کی راہ کی طرف بلانے کے لئے خرچ کرتے ہیں۔ اب یہ لوگ ان سے کتنے مختلف ہیں جن کا اس آیت میں ذکر گذر چکا ہے اور مال اور دولت کی محبت اس حد تک ان کے دلوں میں نہیں ہوتی کہ وہ اس سے دولتوں کے ڈھیر بنانے لگ جائیں اور اپنے لئے خزانے جمع کرنے لگیں مگر جب انہیں خدا کی راہ میں خرچ کرنے کی طرف بلایا جائے تو اس میں تردد نہ کریں۔

جنت کے رستے چھوٹے اور عاجزی کے رستے ہیں اور حقیقت کے رستے ہیں، سچائی کے رستے ہیں

لیکن ایک حصہ اس آیت کا بعض دفعہ مومنوں کی جماعت کے کمزور حصے پر کچھ نہ کچھ صادق آتا ہے۔ یہ دولت کا حصہ ہے۔ یہ دولت کمانے کا لازمی منفی نتیجہ ہے جو کسی نہ کسی حد تک انسان کو پہنچتا ہے اور وہ یہ ہے کہ دولت کی محبت کے نتیجے میں اس کو بڑھانے کی حرص بڑھتی چلی جاتی ہے اور ایسے لوگ جب وہ خدا کی راہ میں خرچ کرتے ہیں تو بسا اوقات ان سے غلطی ہوتی ہے کہ اپنی توفیق کے مطابق نہیں کرتے جبکہ دوسری طرف غریب اپنی توفیق سے بڑھ کر خرچ کر رہے ہوتے ہیں۔ یہ نظارہ ہم نے بارہا دیکھا ہے۔ ابھی حال ہی میں جب ٹیلی ویژن کے ذریعے اللہ تعالیٰ نے یہ عالمی نشان ظاہر فرمایا تو بغیر مانگے کے از خود جماعت کے مخلصین نے جس طرح روپیہ نچھاور کیا ہے اور احمدی خواتین نے زیور قربان کئے ہیں۔ ایک عجیب روح پرور نظارہ ہے، اس کی مثال باہر دنیا میں کہیں دکھائی نہیں دے گی مگر اس کے ساتھ ہی میں نے یہ دیکھا ہے کہ جوں جوں دولت کی طرف بڑھتے ہیں اللہ تعالیٰ کی طرف سے خدا کے فضل سے کچھ ایسے انعام یافتہ لوگ بھی ہیں جو دولت میں بڑھنے کے باوجود خرچ میں بھی خوب آگے بڑھتے ہیں مگر ایسے بھی ہیں کہ وہ خرچ تو کرتے ہیں مگر وہ جانتے ہیں یا خدا جانتا ہے کہ اس توفیق کے مطابق کیا ہے یا نہیں کیا۔ قرآن کریم نے اس کے لئے ایک ایسی پہچان رکھی ہے کہ آیا تم نے اپنی توفیق کے مطابق خرچ کیا ہے کہ نہیں۔ پھر اس سے ہر شخص خود اپنی کیفیت کو جانچ سکتا ہے اور وہ پہچان یہ ہے۔ ﴿ولَو كَانَ بهم خَصَاصة

وہ خرچ کرتے ہیں خواہ دل میں تنگی محسوس ہو رہی ہو یعنی خرچ کی خواہش کی تنگی نہیں، خرچ کرنے کے نتیجے میں کچھ تکلیف محسوس ہو رہی ہو۔ دوسری جگہ فرمایا وہ خرچ کرتے ہیں جبکہ مال کی محبت ان کی راہ میں حائل ہوتی ہے اور پھر بھی خرچ کرتے ہیں۔ اگر ایک شخص اتنا خرچ کرے کہ مال کی محبت کو نقصان نہ پہنچ رہا ہو تو وہ خرچ جو ہے وہ توفیق سے کم ہے اگر اتنا خرچ کرے کہ مال کی محبت کو زک پہنچے اور تکلیف محسوس ہو رہی ہو کہ یہ تو میرا جمع کیا ہوا اندوختہ ہاتھ سے نکلا جا رہا ہے فلاں جگہ میں اسے دوبارہ تجارت میں لگا سکتا تھا اور اتنا زیادہ روپیہ اپنے مال سے نکالنا شاید میرے لئے نقصان کا موجب ہو، جہاں یہ فکروں کی حد شروع ہوتی ہے وہاں اللہ تعالیٰ کے فضل کے ساتھ ان آیات کی حد ختم ہو جاتی ہے جن کی میں نے تلاوت کی ہے۔ ان کو اس حد میں داخل ہونے کی اجازت نہیں ہے۔

پس ہر احمدی کو اپنے نفس کو اس طرح جانچنا چاہئے کہ جو کچھ اللہ نے اسے دیا ہے اس میں سے وہ اس طرح خرچ کرتا ہے کہ نہیں کہ "خصاصة" کے باوجود پھر بھی خرچ کر رہا ہو اور مال کی محبت حائل ہو رہی ہو اور پھر بھی خرچ کر رہا ہو اگر وہ اس طرح خرچ کرتا ہے تو وہ مقام محفوظ پہ ہے اس کو کوئی خطرہ نہیں ہے۔

اس مضمون کا رمضان مبارک سے بھی خصوصیت سے تعلق ہے اور جنت میں داخل ہونے سے بھی اس کا ایک خصوصیت سے تعلق ہے اور چونکہ رمضان جنت کے دروازے کھولے ہوئے ہمارے پاس آیا ہے اور میں امید رکھتا ہوں کہ ہم سب کی زندگیوں میں یہ دروازے کھل رہے ہوں گے۔ اس لئے آج میں اس مضمون کو نسبتاً زیادہ کھول کر آپ کے سامنے رکھنا چاہتا ہوں۔ قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ ایک دوسری جگہ فرماتا ہے۔

اِنَّ الَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا وَ اسْتَكْبَرُوْا عَنْهَا لَا تُفَتَّحُ
لَهُمْ اَبْوَابُ السَّمَآءِ وَ لَا يَدْخُلُوْنَ الْجَنَّةَ حَتّٰى يَلِجَ
الْجَمَلُ فِيْ سَمِّ الْخِيَاطِ ؕ وَكَذٰلِكَ نَجْزِي الْمُجْرِمِيْنَ ۝

(سورۃ الاعراف آیت ۴۱)

کہ یقیناً وہ لوگ جنہوں نے جھٹلا دیا ہماری آیات کو اور تکبر سے کام لیا ان سے واستکبَروا عنھَا یعنی ان سے منہ موڑا ہے تکبر کے باعث۔ لاَ تُفَتَّحُ لھُم أبوَابُ السَّماء ان کے لئے آسمان کے دروازے نہیں کھولے جائیں گے۔ وَلاَ یَدخُلون الجنَّۃَ اور ہرگز جنت میں داخل نہیں ہوں گے یہاں تک کہ اونٹ سوئی کے ناکے میں داخل ہو جائے وکذٰلِك نَجزِی المُجرِمِینَ اور ہم مجرموں کو اسی طرح سزا دیا کرتے ہیں۔

اب یہی مضمون ہے جسے مسیحؑ نے ایک اور رنگ میں بیان فرمایا ہے اور بات وہی ملتی جلتی کہی ہے:

"یسوع نے اپنے شاگردوں سے کہا میں تم سے سچ کہتا ہوں کہ دولت مند کا آسمان کی بادشاہی میں داخل ہونا مشکل ہے۔"

یہاں متکبر کی بجائے دولت مند کے الفاظ استعمال کئے ہیں۔

"دولتمند کا آسمان کی بادشاہی میں داخل ہونا مشکل ہے اور پھر تم سے کہتا ہوں کہ اونٹ کا سوئی کے ناکے میں سے نکل جانا اس سے زیادہ آسان ہے کہ دولتمند خدا کی بادشاہی میں داخل ہو۔ شاگرد یہ سن کر بہت ہی حیران ہوئے اور کہنے لگے کہ پھر کون نجات پا سکتا ہے؟ یسوع نے ان کی طرف دیکھ کر کہا کہ یہ آدمیوں سے تو نہیں ہو سکتا لیکن خدا سے سب کچھ ہو سکتا ہے۔" (متی باب ۱۹ آیات ۲۳ تا ۲۶)

پہلی بات جو اس میں قابل غور ہے کہ مثال دونوں جگہ ایک ہی دی گئی ہے۔ کلام الٰہی ہے جو مسیح پر نازل ہوتا ہے تو اس مثال کو خاص رنگ میں پیش فرماتا ہے اور جب مذہب درجہ کمال کو پہنچتا ہے اور خاتم النبیین دنیا میں تشریف لاتے ہیں ان کے سامنے یہی مثال ایک مختلف رنگ میں رکھتا ہے۔ کیا ان دونوں میں کوئی قدر مشترک ہے؟ پہلی بات تو یہ سوچنے کے لائق ہے۔ اور قدر مشترک یہ ہے کہ تکبر جس کے خلاف سخت ناپسندیدگی کا اظہار فرمایا گیا ہے انسان کے اس فرضی حجم کو کہتے ہیں جس کا حقیقت سے کوئی تعلق نہیں ہوتا۔ انسان اپنے آپ کو بڑھا لیتا ہے اپنی دانست میں اپنے آپ کو بڑا سمجھ رہا ہوتا ہے اور ہوتا نہیں ہے۔ ایسا ہی ہے جیسے ایک چھوٹی سی کیڑی جو سوئی کے ناکے سے گذر سکتی ہو لیکن اتنا پھلا لے اپنے آپ کو کہ اونٹ کے برابر ہو جائے۔ ایسی کیڑی کا اس ناکے میں سے گذرنا ناممکن ہے جب تک وہ اپنے آپ کو اونٹ سمجھتی رہی ہو یا دنیا کو دکھاتی رہی ہو کہ میں اونٹ جیسی ہوں اور یہ فرضی حجم جو ہے یہ اس کی راہ میں ہمیشہ حائل رہے گا۔

اور مسیح کو جو تمثیل دی گئی ہے وہ دولتمند کی ہے۔ دولتمند بھی موٹا ہو جاتا ہے اور دو رنگ میں موٹا ہوتا ہے ایک تو یہ کہ جمع کرنے کا شوق اتنا بڑھتا جاتا ہے کہ وہ اپنا مالی حجم بڑھانے میں ساری عمر ضائع کر دیتا ہے اور جب تک وہ پھولتا رہے اور پھیلتا رہے اس وقت تک اس کو اطمینان نصیب رہتا ہے۔ جہاں یہ سفر ختم ہو وہیں اس کے لئے عذاب شروع ہو جاتا ہے۔ تو اس کی جنت ہی اس کے پھولنے اور پھیلنے میں ہے یعنی مالی لحاظ سے بڑھنے میں ہے اور ایسے شخص کے متعلق یہ فرمایا گیا ہے مسیح کو کہ وہ جنت میں داخل نہیں ہو سکے گا۔

قرآن کریم کی جو مثال میں نے "کنزتم" والی دی ہے اس میں بھی دراصل یہی مضمون ہے جو پہلے بیان کیا جا چکا ہے۔ جو مال جمع کرتے ہیں وہ کیوں جنت میں داخل نہیں ہوں گے؟ اس لئے کہ جنت کے رستے چھوٹے اور عاجزی کے رستے ہیں اور حقیقت کے رستے ہیں، سچائی کے رستے ہیں۔ اپنی تمناؤں سے جو جھوٹی شخصیت تم اپنی بنا بیٹھے ہو، اس جھوٹی شخصیت کا اس تنگ رستے سے داخل ہونا ممکن ہی نہیں ہے۔

حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کو جو تمثیل بتائی گئی ہے وہ چونکہ بالکل صحیح انہی الفاظ میں محفوظ ہے جن میں خدا نے آپ سے فرمائی، اس لئے اس میں ایک زیادہ حکمت کی بات دکھائی دیتی ہے اور مسیح کو جو تمثیل بتائی گئی ممکن ہے وہ بھی ایسے ہی الفاظ میں بتائی گئی ہو مگر بعد میں کچھ تبدیلی واقع ہو گئی ہو۔ لیکن ایک بنیادی فرق ہے جسے میں ظاہر کرنا چاہتا ہوں وہ فرق یہ ہے کہ مسیحؑ کو یہ کہا گیا ہے یعنی مسیحؑ کی طرف یہ بات منسوب ہوئی ہے کہ:

"اور پھر میں تم سے کہتا ہوں کہ اونٹ کا سوئی کے ناکے میں سے نکل جانا اس سے زیادہ آسان ہے"

یہ فرمایا گیا ہے اونٹ کا سوئی کے ناکے میں سے نکل جانا زیادہ آسان ہے۔ دولتمند کا خدا کی بادشاہی میں داخل ہونا ممکن نہیں۔ اس سے زیادہ مشکل ہے۔

اب یہ جو تمثیل ہے یہ کلیۃ ہر دولتمند کو ہمیشہ کے لئے مایوس کرنے والی ہے۔ اس کے لئے کوئی نجات کا رستہ نہیں چھوڑتی۔ لیکن قرآن کریم نے جو تمثیل تکبر کے تعلق میں بیان فرمائی ہے اس میں فرمایا ہے "یہاں تک کہ اونٹ سوئی کے ناکے میں سے گذر جائے" یعنی اس کے گذر جانے کا امکان موجود ہے۔ تلاش کرو وہ کونسا رستہ ہے اور تکبر کے تعلق میں رستہ، عجز کا رستہ ہے، انکسار کا رستہ ہے، اپنی حقیقت کو پہچاننے کا رستہ ہے۔ جب تکبر چھوڑ کر انسان عجز میں داخل ہوتا ہے تو اپنے آپ کو وہ کیڑا سمجھنے لگتا ہے جس کا ہر باریک سوراخ سے نکلنا آسان ہو جاتا ہے۔

کرم خاکی ہوں مرے پیارے نہ آدم زاد ہوں
ہوں بشر کی جائے نفرت اور انسانوں کی عار

یہ ہے اس کا جواب۔ تکبر کے مقابل پر وہ کیا چیز ہے جو انسان اختیار کرے تو پھر واقعتاً سوئی کے ناکے سے گذر جائے گا۔ پس قرآن کریم کا عجیب کلام ہے۔ حیرت انگیز فصاحت و بلاغت پہ مشتمل۔ اور کیسے کیسے گہرے حکمتوں کے راز ہمیں سمجھاتا ہے، ہم پر روشن کرتا ہے۔

اپنے گھروں کی حالت درست کریں ان کے حقوق ادا کریں پھر اپنے گردوپیش پر نظر ڈالیں۔ اپنے غریب بھائیوں اور ہمسایوں کے حقوق ادا کریں

پس امیروں کے لئے، اگر انہوں نے واقعتہً جنت کی طمع رکھنی ہے اور امید رکھتے ہیں کہ خدا تعالیٰ ان کو جنت میں داخل فرمائے گا، رمضان مبارک یہ پیغام لے کے آیا ہے کہ حضرت اقدس محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی غلامی میں اور آپکی پیروی میں جو پہلے خرچ کرتے تھے اس سے بہت زیادہ خرچ کرو اور اپنے نفس کو چھوٹا کرنے کی کوشش

کرو۔ اپنی حرصوں کو کم کرو کیونکہ جب تک تمہارا طمع کا وجود تمہیں نہیں چھوڑتا اس وقت تک تمہارا بدن ہلکا نہیں ہو سکتا اور تم چھوٹے نہیں ہو سکتے۔

یہ رمضان اس پہلو سے ہر انسان کے لئے ایک پیغام لے کے آیا ہے جسموں کے لئے بھی یہ زائد چربیوں کے پگھلانے کے دن ہیں وہ جو تن آسان ہیں اور امیر کھا کھا کر موٹے ہو جاتے ہیں اور کام کی توفیق کم ملتی ہے ان کے لئے بھی یہ رمضان ایک رمضان ایک خوشخبری لے کے آیا ہے۔ ان بیماروں کے لئے بھی لایا ہے جو کم کھانے کے باوجود پھر بھی موٹے ہو جاتے ہیں۔ یہ پتلا کرنے والا مہینہ ہے۔ پس اگر یہ چربی جو روحانی طور پر کسی انسان پر چڑھتی ہے اسے گلانا ہے تو رمضان وہ گرمی لے کر آیا ہے جو اس چربی کو پگھلا دیتی ہے۔ اگر جسمانی چربی کو کم کرنا ہے تو روزے اس میں تمہارے ممد ہوں گے اور تمہیں پہلے سے بہتر حال میں چھوڑ دیں گے۔ یہ وہ مضمون ہے جس کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے اس طرح بیان فرمایا۔ یہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے فرمایا:

"ہر چیز کو پاک کرنے کے لئے اس کی ایک زکوٰۃ ہوتی ہے اور جسم کی زکوٰۃ روزہ ہے۔" (ابن ماجہ)

اب اسے صرف روح کی زکوٰۃ نہیں فرمایا۔ روح کی زکوٰۃ بھی ہے مگر یہاں خصوصیت سے جسم کی زکوٰۃ کا ذکر فرمایا ہے۔

ایک اور حدیث میں ہے یہ جامع الصغیر سے لی گئی ہے۔ «صُومُوا تَصِحُّوا»
اگر تم صحت مند ہونا چاہتے ہو تو روزے رکھو۔ تمہاری ضرورت سے زائد چربیاں پگھلیں گی اور ہلکا بدن اختیار کرنے کی توفیق ملے گی۔

پھر فرمایا:

"صبر کے مہینے یعنی رمضان کے روزے سینے کی گرمی اور کدورت دور کرتے ہیں"۔ (جامع الصغیر)

رمضان تو خود گرمی کا نام ہے پھر یہ سینے کی گرمی اور کدورت کیسے دور کرتا ہے۔ اگر خالصۃً طبی نقطہ نگاہ سے دیکھا جائے تو کیلسٹرول (Cholesterol) کو کم کرتا ہے جو سینے کی جلن کا موجب بنتا ہے جب وہ خون کی نالیوں میں بیٹھتا ہے اور اس کے نتیجے میں نالیاں تنگ ہوتیں ہیں اور خون دل تک صحیح مقدار میں پہنچتا نہیں ہے تو سینے میں ایک آگ سی لگ جاتی ہے۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم فرماتے ہیں کہ رمضان سے یہ فائدے بھی اٹھاؤ۔ تمہارے سینے میں جو جلن ہوتی ہے کوئی اس کو ہارٹ برن (Heart Burn) کہہ رہا ہے کوئی انجائنا (Angina) کی وجہ سے جل رہا ہے۔ کئی قسم کی بیماریاں سستیوں کے نتیجے میں انسان کو لاحق ہو جاتی ہیں۔

فرمایا ہر دفعہ رمضان کی بھٹی سے نکلو گے تو تمہاری ضرورت سے زیادہ چربیاں پگھلیں گی اور تمہارے سینوں کو سکون ملے گا اور ٹھنڈ نصیب ہوگی اور روحانی لحاظ سے بھی یہ تینوں چیزیں اپنی جگہ صحیح طور پر صادق آرہی ہیں اور اطلاق پاتی ہیں۔ ہر چیز کو پاک کرنے کی ایک زکوٰۃ ہوتی ہے۔ رمضان جسم کے ظاہر و باطن کی زکوٰۃ ہے، یہ مراد ہے۔ یہ عجیب مہینہ ہے کہ ظاہری طور پر بھی جسم کی زکوٰۃ بن رہا ہے اور روحانی طور پر بھی جسم کی زکوٰۃ بن رہا ہے یعنی اس کے لئے روحانی طور پر جو چربیاں چڑھی ہوئی ہیں وہ پگھلانے کے دن ہیں اور مال اور دولت جمع کرنے کے برعکس رمضان مبارک میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی سنت جو بہت کثرت سے خدا کی راہ میں خرچ کرنے کی طرف ہمیں بلاتی ہے یہ اس روحانی چربی کا علاج ہے۔ اس سے انسان کے اندر کئی قسم کی جو میلیں جمع ہو جاتی ہیں دنیا کی محبت کی، وہ صاف ہوتی ہیں اور انسان پھر ایک سال کے لئے نسبتاً ہلکے روحانی اور جسمانی بدن کے ساتھ دنیا میں لوٹتا ہے اور اگلے رمضان کی انتظار کرتا ہے۔ کچھ ایسے ہیں جو کوشش کر کے اپنے آپ کو اسی حالت پر قائم رکھتے ہیں۔ کچھ ہیں جو پھر طبعاً واپس لوٹتے ہیں اور پھر اگلا رمضان آتا ہے اور ان کے لئے سب برکتیں لے کر آتا اور بہت سی برکتیں پیچھے چھوڑ کر چلا جاتا ہے۔ اب صرف پندرہ سولہ دن باقی ہیں اس لئے جماعت کو چاہئے کہ اس پہلو سے بھی رمضان سے استفادہ کرنے کی بھرپور کوشش کریں۔

یہ جو خدا کی راہ میں خرچ کرنا ہے یہ کئی طرح سے ہے۔ بنیادی طور پر تو پہلے نیت درست اور صحتمند ہونی چاہئے کہ جو میں خرچ کر رہا ہوں اللہ کی خاطر کر رہا ہوں۔ اس ضمن میں ایسے لوگوں کے لئے بھی موقع ہے حالانکہ بہت چھوٹی سی بظاہر بات ہے، جو اپنی بیویوں اور بچوں سے کنجوسی کرتے ہیں اور طبعاً کنجوس واقع ہوئے ہیں۔ اگر رمضان مبارک میں ان کو خیال آئے کہ اللہ نے کہا ہے خرچ کرو تو ہم گھر سے کیوں نہ شروع کریں۔ بیوی بچوں کو بھی کچھ سہولت دیدیں۔ تو بظاہر یہ بیوی بچوں پر خرچ ہے مگر ہے خدا کی خاطر۔ اور حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم تو یہاں تک فرماتے ہیں کہ خدا کی محبت میں کہ خدا راضی ہو اپنی بیوی کے منہ میں لقمہ بھی ڈالو گے تو عبادت ہے۔ تو یہ نیکی گھر سے شروع ہو تو دیکھو کتنے گھروں کے حالات سدھار دے گی۔ کیونکہ مجھے یہ اطلاعیں ملتی رہتی ہیں بعض لوگ طبیعت کے درشت ہوتے ہیں سخت مزاج اور بیوی بچوں کو کافی تنگی ڈالتے ہیں اور خود باہر نکلتے ہیں اور باہر ہوٹلوں ووٹلوں میں جا کے کھانا کھا آتے ہیں یا دوستوں میں بیٹھ کر اپنے چسکے پورے کر لیتے ہیں اور گھر میں وہی بے چاری سوکھی دال روٹی جس سے زیادہ کی توفیق ہے خاوند کو، لیکن بیوی کو نہیں دیتا۔ تو یہاں سے شروع کریں نا خرچ پہلے۔

اپنے گھروں کی حالت درست کریں ان کے حقوق ادا کریں پھر اپنے گردوپیش پر نظر ڈالیں۔ اپنے غریب بھائیوں اور ہمسایوں کے حقوق ادا کریں۔ وہ جو ضرورت مند دنیا میں تکلیفوں میں مبتلا ہیں۔ کشمیر کے مظلوم ہوں یا بوسنیا کے مظلوم ہوں، ان کی طرف پہلے سے بڑھ کر توجہ کریں۔ صدقات کے لئے ہاتھ کھولیں۔ چندوں میں آگے بڑھیں اور زکوٰۃ اگرچہ ان معنوں میں فرض نہیں ہے جن معنوں میں قرآن کریم میں مذکور ہے جن حالات میں، وہ فرض ہے وہ حالات آجکل ویسے صادق نہیں آرہے اس لئے آج سے ان معنوں میں وہ فرض نہیں رہی لیکن زکوٰۃ بھی ایک ایسی چیز ہے جس کو لفظاً بھی اگر پورا کیا جائے تو ایک بڑی نیکی ہے۔

کیوں میں نے کہا ہے کہ ان حالات میں موجودہ حالات میں اس طرح صادق نہیں آرہی اس کی وجہ یہ ہے کہ زکوٰۃ اصل میں اڑھائی فیصد چندے کا نام ہے اور زکوٰۃ کے مصارف میں ٹیکس بھی ہیں، حکومت کے کام بھی ہیں، ملکی مفادات کے کام بھی ہیں اور غریبوں پر خرچ بھی ہے، خدمت دین بھی ہے۔ آجکل جو حکومتیں ٹیکس لیتی ہیں وہ دنیا والا حصہ تو اتنا زیادہ وصول کر لیتی ہیں کہ جن سے وصول کرتی ہیں بعض دفعہ وہ زکوٰۃ کے محتاج بن جاتے ہیں بے چارے، اگر وہ دیانتداری سے ادا کریں تو۔ اس لئے جہاں تک ٹیکسوں کا معاملہ ہے وہ حق تو حق سے بڑھ کر ادا ہو گیا اور جہاں تک دینی ضروریات کا تعلق ہے جماعت اتنا خرچ کر رہی ہے کہ ڈھائی فیصدی کو تو اپنے سے بہت نیچے دیکھتی ہے۔ ایسے چندہ دہندہ ہیں جو ساڑھے چھ فیصدی باقاعدہ دے رہے ہیں پھر اس کے علاوہ خدا کے فضل کے ساتھ دس فیصدی بھی دے رہے ہیں۔ پھر اس سے بڑھ کر ہر اپیل پر، ہر قربانی کے رستے پر ایک دوسرے سے سبقت لے جاتے ہوئے خرچ کرتے ہیں تو اس لئے یہ نہیں میں کہہ رہا کہ زکوٰۃ واجب نہیں رہی، ان معنوں میں وہ اطلاق نہیں پا رہی کہ زکوٰۃ میں جتنا خرچ کرنے کی اللہ مومن سے توقع رکھتا ہے، اسی کے فضل سے، اسی کی دی ہوئی توفیق سے، جماعت احمدیہ اس سے بہت زیادہ انہی نیک کاموں پر خرچ کر رہی ہے۔ خواہ وہ حساب زکوٰۃ کا لگائے یا نہ لگائے زکوٰۃ تو دے رہی ہے۔

لیکن بعض دفعہ یہ بھی لطف آتا ہے کہ جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے زمانے میں طریق رائج تھا اسی طریق کے مطابق بھی ہم بھی کچھ دیں اور اس طریق پر عمل کرنے کے لئے خصوصیت سے ان لوگوں کے لئے رستہ کھلا ہے جو اپنے تجارتی اموال ایک لمبے عرصے تک اپنے پاس روک کر رکھتے ہیں یا بہت دیر تک اپنے بینک بیلنس میں رکھتے ہیں۔ یہاں تک کہ نصاب کا ایک سال گذر جاتا ہے یا وہ عورتیں ہیں جن کے پاس زیور پڑے ہوئے ہیں اور وہ اپنے غریب بہن بھائیوں کے استعمال میں ان کو لاتیں اور اپنی خوشیوں میں یعنی زیور پہننے کی خوشیوں میں ان کو شریک نہیں کرتیں ان پر بھی یہ زکوٰۃ عائد ہوتی ہے تو باوجود اس کے کہ وہ ٹیکس بھی زیادہ دے رہے ہیں باوجود اس کے کہ وہ چندے بھی زیادہ دے رہے ہیں۔ جماعت میں ایک طبقہ ایسا ضرور ہے جو زکوٰۃ دیتا ہے اور اللہ تعالیٰ کے فضل سے بغیر کسی میری تحریک کے وہ طبقہ از خود زکوٰۃ دیتا چلا جا رہا ہے۔ یہاں تک کہ جب مجھے رپورٹیں ملتی ہیں اور میں نظر رکھتا ہوں تو حیران ہوتا ہوں کہ ہر سال اللہ کے فضل سے اس میں اضافہ ہو رہا ہے اور باہر کے ملکوں میں بھی ہے۔ تو میں اس واسطے

دوبارہ آج یاد دہانی کرا رہا ہوں کہ وہ لوگ جن کا ذہن اس طرف نہیں جاتا اور اپنے دل کو جائز طور پر مطمئن کرتے ہیں، ناجائز طور پر نہیں۔ کہ ہم نے حکومت کے حق بھی ادا کردیئے اور قرآن نے جو نافذ کئے اس سے بڑھ کر ادا کئے۔ اللہ کا حق بھی اور اس کے بندوں اور غریبوں کا حق بھی ادا کیا اور جیسا قرآن چاہتا تھا اس کے کم سے کم مقرر کردہ معیار سے بہت بڑھ کر ادا کیا۔ یہ کہہ کر دلوں کو مطمئن کرتے ہیں مگر اگر ان سے یہ سوال کیا جائے کہ کبھی زکوٰۃ دی ہے کہ نہیں تو زکوٰۃ کے وقت ہمیشہ ذہن میں وہی اڑہائی فیصد آئے گا اور انہی شرائط کے ساتھ آئے گا جن شرائط کے ساتھ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے زمانے میں اس پر عمل ہوتا تھا تو تبرک کے لئے، برکت کی خاطر اور اپنی نیکی کی خواہشات کو ایک اور رنگ میں پورا کرنے کی خاطر، ایک اور رنگ میں ان خواہشات کی پیاس بجھانے کی خاطر زکوٰۃ کو بھی پیش نظر رکھیں۔

پس ہر طرح سے بدن کی بھی زکوٰۃ دیں اور اپنے دل اور روح کی بھی زکوٰۃ دیں اپنے سارے وجود کی زکوٰۃ دیں اور یہ زکوٰۃ دینے کے بعد جیسا کہ زکوٰۃ کے مفہوم میں شامل ہے انسان کے کچھ بوجھ گر جاتے ہیں اور کچھ طاقتیں بڑھ جاتی ہیں۔ زکوٰۃ کے نتیجے میں دو باتیں بیک وقت ظاہر ہو رہی ہوتی ہیں ایک یہ کہ بوجھ کم ہو رہے ہیں۔ ایک یہ کہ انسان کی اعصابی قوتیں اور اس کی عضلاتی قوتیں بڑھ رہی ہوتی ہیں تو رمضان سے جب ایسے وجود نکلتے ہیں تو چونکہ کم بوجھ لے کر آگے بڑھنا ہے رفتار ویسے ہی تیز ہو جاتی ہے مگر چونکہ جسمانی اور روحانی طاقتوں میں اضافہ ہو چکا ہوتا ہے اس لئے پہلے سے کئی گنا زیادہ تیز رفتار آگے بڑھ جاتی ہے۔ پس یہ بہت ہی اچھا نسخہ ہے دینی اور دنیاوی طور پر ترقیات کی راہ پر پہلے سے زیادہ تیزی سے گامزن ہونے کا کہ رمضان سے رمضان کی زکوٰۃ دیتے ہوئے گزریں۔

ایک اور حدیث ہے حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے متعلق۔ عبداللہ بن عباسؓ فرماتے ہیں کہ "رسول کریم صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم سب لوگوں سے زیادہ سخی تھے اور رمضان میں آپ کی سخاوت اور بھی زیادہ ہو جاتی تھی اور جبرائیل علیہ السلام آپ سے ملاقات کرتے تھے اور قرآن کریم کا دور کرتے تھے۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم ان دنوں تیز آندھیوں سے بھی زیادہ سخاوت فرمایا کرتے تھے"۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام رمضان کی روح کو بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

"رمضان سورج کی تپش کو کہتے ہیں۔ رمضان میں چونکہ انسان اکل و شرب اور تمام جسمانی لذتوں پر صبر کرتا ہے۔ دوسرے اللہ تعالیٰ کے احکام کے لئے ایک حرارت اور جوش پیدا کرتا ہے۔ روحانی اور جسمانی حرارت اور تپش مل کر رمضان ہوا۔"

آپ میں سے اکثر جو عربی نہیں جانتے وہ اس بات کو سمجھ نہیں سکے ہوں گے کہ مل کر کیسے رمضان ہوا۔ اس لئے کہ رمض کا مطلب ہے گرمی اور رمضان کے معنی ہیں دو گرمیاں۔ تو فرمایا کہ رمضان میں ان دونوں گرمیوں کا ملنا ضروری ہے تب رمضان بنے گا اور یہ وہی بات ہے جو میں اس سے پہلے آپ کے سامنے رکھ چکا ہوں کہ جسمانی زکوٰۃ بھی دیں اور روحانی زکوٰۃ بھی دیں تو تب جا کر یہ صحیح معنوں میں رمضان بنے گا یعنی دونوں گرمیاں آپ کو نصیب ہوں گی۔

"اہل لغت جو کہتے ہیں کہ گرمی کے مہینے میں آیا اس لئے رمضان کہلایا میرے نزدیک یہ صحیح نہیں ہے۔ (یعنی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے نزدیک یہ صحیح نہیں ہے) کیونکہ یہ عرب کے لئے خصوصیت نہیں ہو سکتی"۔

فرمایا رمضان تو ساری دنیا کے لئے ہے اور سخت ٹھنڈے علاقوں کے لئے بھی ہے اگر یہ حکمت بیان کی جائے اس لئے رمضان کہتے ہیں کہ گرمیوں میں آیا تو یہ ویسے ہی درست بات نہیں ہے اور جہاں تک میں نے پرانی تقویم کے ذریعے اس زمانے کا حساب لگایا ہے جب رمضان فرض ہوا ہے تو وہ تو گرمیوں کے روزے ہی نہیں تھے وہ تو سردیوں کے روزے بنتے ہیں مثلاً رمضان بدر میں مارچ کے مہینے میں آیا ہے اور اس کے بعد جوں جوں آگے بڑھتے ہیں فتح مکہ کی طرف، یہ سردیوں کی طرف مائل رہا ہے نہ کہ گرمیوں کی طرف۔ اس لئے پتہ نہیں کیوں پرانے بزرگوں نے یہ لکھ دیا ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ گرمیوں کے مہینے میں اترا ہی نہیں ہے یعنی رمضان کی فرضیت گرمیوں کے مہینے میں نہیں ہوئی۔ زیادہ سے زیادہ اسے اپریل کا مہینہ کہہ سکتے ہیں اس سے آگے نہیں۔ اس لئے وہ چونکہ ملک ویسے ہی گرم ہے بعض دفعہ ہمارے ملک میں بھی (پاکستان میں بھی) مارچ اپریل میں بڑی سخت گرمی ہو جاتی ہے تو جہاں گرمیوں کی روایتیں ہیں لمبے سفر کے موقع پر شاید اس سے اندازہ لگا کر بعض لکھنے والوں نے لکھ دیا کہ گرمیوں کے مہینے میں رمضان آیا ہو گا۔ مگر آپ حساب لگا کے دیکھ لیں رمضان شروع ہی گرمیوں کے مہینے ختم ہونے کے بعد سردیوں کے مہینوں کے آغاز میں ہوا ہے۔ بہرحال حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام ویسے ہی اس دلیل کو رد فرما رہے ہیں۔ رمضان ساری دنیا کے لئے ہے۔ دنیا میں بہت ٹھنڈے ملک بھی ہیں بہت گرم ملک بھی ہیں اس لئے اس کے روحانی معنوں کو تلاش کرو۔ چنانچہ آپ فرماتے ہیں:

"روحانی رمضان سے مراد روحانی ذوق شوق اور حرارت دینی ہوتی ہے۔ رمضان اس حرارت کو بھی کہتے ہیں جس سے پتھر وغیرہ گرم ہوتے ہیں"۔ (ملفوظات جلد اول ص ۲۰۹)

یعنی خصوصیت سے وہ حرارت جس سے باہر پڑے ہوئے پتھر گرم ہو جاتے ہیں اس کے لئے بھی لفظ رمضان عربی میں استعمال ہوتا ہے۔ پس مراد یہ ہے کہ ایسے موقع پر ہر قسم کے انسان اس سے گرمی پاتے ہیں یا روحانی طور پر فیض پاتے ہیں۔ بعض لوگ مزاج کے پتھر دل بھی ہوتے ہیں سخت دل بھی ہوتے ہیں مگر اللہ تعالیٰ کی طرف سے رمضان کے مہینے کا کچھ نہ کچھ فیض ان کو بھی پہنچ جاتا ہے۔ پھر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:

"شہر رمضان الذی انزل فیہ القرآن" (کہ رمضان کا مہینہ وہ ہے جس میں قرآن اتارا گیا) سے ماہ رمضان کی عظمت معلوم ہوتی ہے۔ صوفیاء نے لکھا ہے کہ یہ ماہ تنویر قلب کے لئے عمدہ مہینہ ہے۔ کثرت سے اس میں مکاشفات ہوتے ہیں۔ صلوٰۃ تزکیہ نفس کرتی ہے اور صوم تجلی قلب کرتا ہے۔ تزکیہ نفس سے مراد یہ ہے کہ نفس امارہ کی شہوات سے بعد حاصل ہو جائے اور تجلی قلب سے مراد یہ ہے کہ کشف کا دروازہ اس پر کھلے کہ خدا کو دیکھ لے۔" (ملفوظات جلد چہارم ص ۲۵۶)

> ہر احمدی کو اپنے نفس کو اس طرح جانچنا چاہئے کہ جو کچھ اللہ نے اسے دیا ہے اس میں سے وہ اس طرح خرچ کرتا ہے کہ نہیں کہ "خصاصۃ" کے باوجود پھر بھی خرچ کر رہا ہو اور مال کی محبت حائل ہو رہی ہو اور پھر بھی خرچ کر رہا ہو اگر وہ اس طرح خرچ کرتا ہے تو وہ مقام محفوظ پہ ہے۔

یہ بہت ہی اہم اقتباس ہے اور یہ میں مزید کھول کر بیان کرنا چاہتا ہوں۔ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام جو کلام فرما رہے ہیں یہ گہرے ذاتی تجربے سے بیان فرما رہے ہیں۔ کوئی سنی سنائی بات نہیں ہے بلکہ اس کی طرز بتاتی ہے کہ ایک صاحب تجربہ ہے جو ایک بہت ہی عمدہ راز کو پا گیا اور اس راز میں دوسروں کو شریک کرنے کے لئے بلا رہا ہے۔

تنویر قلب کیا ہوتی ہے؟ فرمایا۔ کثرت سے اس میں مکاشفات ہوتے ہیں۔ صوفیاء نے تو اتنا کہا ہے کہ یہ تنویر قلب کا مہینہ ہے۔ تنویر قلب سے مراد ہے دل روشنی پا جائے۔ پس مکاشفات ہوں، سچی خوابیں آئی یا الہامات ہوں یہ ساری تنویر قلب کی علامتیں ہیں کیونکہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس پر مزید یہ فرمایا ہے "صلوٰۃ تزکیہ نفس کرتی ہے" یہ پہلے ہونا ضروری ہے تنویر قلب یونہی نہیں حاصل ہو جایا کرتی۔ پہلے عبادتوں کو درست کرو اور نماز پڑھو گے تو وہ دل کا تزکیہ کرتی ہے۔ اس کو پاک کرتی ہے۔ کس طرح پاک کرتی ہے؟ نفس امارہ کی شہوات سے بعد حاصل ہو جاتا ہے۔

اِنَّ الصَّلٰوۃَ تَنْھٰی عَنِ الْفَحْشَاءِ وَالْمُنْکَرِ وَالْبَغْیِ

کا مضمون ہے جو بیان فرما رہے ہیں۔ فرماتے ہیں کہ جب تک فحشاء اور بغی و منکر سے تم باز نہیں آتے اس وقت تک تم تنویر قلب کہاں سے حاصل کر لو گے۔ وہ تو بعد کا مقام ہے اور فرمایا نماز پہلے یہ تزکیے کا کام کرتی ہے۔

پس رمضان مبارک میں نماز کی طرف خصوصیت سے توجہ دینی ضروری ہے اور ایسی نماز پڑھنی چاہیئے جس کے نتیجے میں انسان اپنے بدن سے بدیاں جھڑتے ہوئے دیکھ لے۔ اپنی روح کے بدن کو پہلے کی نسبت ہلکا ہوتا ہوا دیکھ لے۔ اور ہر انسان اگر بالارادہ طور پر نگاہ رکھے کہ میں دیکھوں مجھے رمضان میں نمازوں نے کیا فائدہ پہنچایا تو اس کے لئے اس کی پہچان ناممکن نہیں ہے بلکہ آسان ہے۔ اس لئے اس بالارادہ کوشش میں داخل ہو جائیں۔ یعنی رمضان میں جتنے دن باقی ہیں اس میں نمازیں پڑھتے ہوئے جب نماز کے مضمون پر غور کریں گے تو اس وقت آپ کو سمجھ آئے گی کہ جو کچھ آپ خدا سے مانگ رہے ہیں آپ کا عملی قدم اس طرف نہیں ہے کہتے ہیں اھدنا الصراط المستقیم کتنی دفعہ پڑھتے ہیں؟ ہر نماز میں ہر رکعت میں لازماً پڑھنا پڑتا ہے اور کہتے ہیں اے خدا ہمیں صراط مستقیم پر چلا۔ صراط مستقیم ان لوگوں کی جن پر تو نے انعام نازل فرمائے نہ کہ ان لوگوں کی جو صراط مستقیم پر چلنے کے باوجود غضب کا مورد بن گئے یعنی اس صراط کے حق ادا نہ کئے۔ آغاز میں ان کو اس راہ پہ ڈالا گیا مگر اس راہ کے حقوق ادا نہ کرنے کے نتیجے میں وہ مغضوب ہو گئے۔ ولا الضالین اور نہ ان کا رستہ جو اس راہ کو ہی چھوڑ بیٹھے اور گم گشتہ راہ ہو گئے۔ اب سوال یہ ہے اتنی بڑی دعا کچھ تقاضے بھی کرتی ہے کہ نہیں۔ ایک انسان جب یہ سوچے کہ منعم علیہ گروہ تھے کون؟ وہ کون لوگ تھے جن پر اللہ کی طرف سے انعام نازل ہوئے اور پھر اس مضمون کو اپنی ذات پر صادر کر کے دیکھے کہ مجھ میں وہ کتنی علامتیں پائی جاتی ہیں اور پھر مغضوب علیھم کا تصور کرے۔ بگڑے ہوئے یہودیوں کے حالات آپ کے سامنے ہیں۔ کیا کیا ان میں برائیاں تھیں۔ اگر اس وقت کی تاریخ آپکے سامنے نہیں تو اس زمانے کی تاریخ تو ہے نا؟ کیونکہ حضرت اقدس محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے ہمارے لئے یہ مضمون آسان کر دیا ہے۔ فرمایا میری امت بھی، جو لوگ میری طرف منسوب ہوتے ہیں ایک ایسا زمانہ آنے والا ہے کہ یہود کے زیادہ مشابہ ہو جائیں گے اور ایسے مشابہ ہو جائیں گے کہ جیسے ایک جوڑے کی ایک جوتی اس جوڑے کی دوسری جوتی کے مشابہ ہوتی ہے۔ تو وہ علامتیں یہاں دیکھ لیجئے اس میں کونسی مشکل ہے۔ جو آجکل کی بگڑی ہوئی مسلمان سوسائٹی میں جہاں جہاں خرابیاں پائی جاتی ہیں ان کو دیکھنا اور پہچاننا کوئی مشکل کام تو نہیں ہے ان میں جھوٹ ہے ان میں دوسروں کے حقوق غصب کرنے ہیں۔ ان میں حرص و ہوا کی خاطر جھوٹے مقدمات بنانے ہیں۔ ان میں گواہیوں کے وقت جھوٹ بولنا ہے۔ حرص و ہوا کا اتنا غلبہ کہ جائز ناجائز کی تمیز بالکل اٹھ جائے اور جھگڑے کرنا اور گالی گلوچ کرنا اور تکلیفیں دے کر لذتیں محسوس کرنا اور اس بات پر فخر کرنا کہ ہم سے بڑا جھگڑالو کوئی نہیں۔ ہم بڑے کہتے لوگ ہیں ہم ایسا کریں گے اور وہ کریں گے۔ یہ چند ایک علامتیں ہیں جو میں آپکے سامنے رکھتا ہوں۔ کون ان سے ناواقف ہے۔

اور غیر المغضوب علیھم کہتے ہیں اور کہتے ہیں ہم نے ان علامتوں میں سے کوئی نہیں چھوڑنی۔ اے اللہ لگالے زور۔ بنالے ہمیں نیک۔ ہم نے نہیں ہٹنا اس بات سے۔ یہ کیسی دعا ہے۔ یہ تو گستاخی ہے۔ اس لئے جب بھی آپ یہ دعا کرتے ہیں تو سوچیں تو سہی کہ کون کونسی باتیں آپ میں پائی جاتی ہیں۔ شروع شروع میں چند دکھائی دیں گی کیونکہ یہ اندھیرے کا مضمون ہے۔ جب روشنی سے اندھیرے کمرے میں جاتے ہیں تو ایک دم تو نہیں سب کچھ دکھائی دیتا۔ آہستہ آہستہ دکھائی دیتا ہے تو پہلے آپ کو بعض موٹی موٹی برائیاں نظر آئیں گی کہ ان سے بچنا ہے۔ جب وہ دیکھ لیں گے اور پہچان لیں گے اور دعا میں شامل کر لیں گے تو آپ کی پاک نیت اس دعا کی قبولیت میں مددگار ہو جائے گی اور اس کے نتیجے میں وہ برائیاں دور کرنا بہت زیادہ آسان ہو جائے گا۔ کچھ آپ کی کوشش ہو گی کچھ آسمان سے فضل نازل ہو گا۔ اور پھر جب اپنی طرف سے آپ اپنے آپ کو پاک کر لیں گے تو آنکھوں کی روشنی کچھ بڑھے گی اور اندھیروں کی ظلمت کچھ کم ہو گی اور آپ دیکھیں گے کہ او ہو یہاں تو یہ بھی ٹھوکر تھی اور یہ بھی ٹھوکر تھی۔ اس سے بھی تو ہم نے پاک ہونا ہے۔ یہ بھی تو مغضوب کی نشانیاں ہیں اور اس طرح آپ پر اپنا وجود روشن ہونے لگ جائے گا۔

یہی مضمون ہے جس کا قرآن کریم بار بار اس طرح ذکر فرماتا ہے کہ وہ یعنی پاک نبی محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم اور آپ کی تعلیمات اور قرآن اندھیروں سے روشنی کی طرف نکالنے والے ہیں۔ اندھیرے موجود ہیں یہ نہ سمجھیں کہ نہیں ہیں اس سے روشنی کی طرف نکلنا یہ رستہ چاہتا ہے جو میں دکھا رہا ہوں اور صراط مستقیم پر چلتے ہوئے صراط مستقیم کی دعا مانگنے کا یہ مطلب ہے جسے سمجھتے ہوئے آپ کو استغفار کے ساتھ یہ دن گذارنے چاہئیں۔ پہلے اگر یہ نمازیں ضائع ہو گئیں اور ان سے فائدہ نہ اٹھا سکے۔ اب جو نمازیں رمضان میں آپ پڑھیں گے ان میں اس مضمون کو پیش نظر رکھتے ہوئے کوشش کریں کہ یہ تزکیہ نفس کا موجب بنیں۔ جب تزکیہ نفس ہو گا تو پھر تنویر قلب تو آنی ہی آنی ہے تنویر قلب دل کی روشنی کا نام ہے۔ اندھیروں کے ہوتے ہوئے تنویر کیسے ہو سکتی ہے۔ یہ تو دو متضاد باتیں ہیں۔

﴿.. جاء الحق وزھق الباطل إنّ الباطل کان زھوقا﴾

یہ تو ممکن ہی نہیں ہے کہ حق آجائے اور باطل بھی وہیں ٹھہرا رہے۔ اس کا برعکس یہ ہے کہ پہلے اندھیرے دور کرو تو پھر روشنی آئے گی۔ پس دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ ہمیں اس کی توفیق عطا فرمائے۔

آپ کا منور ہونا جو ہے، یہ دراصل وہی مضمون ہے جس سے میں نے بات کا آغاز کیا تھا۔ ظاہری چراغ آپ کو نہ بھی جلانے دے کوئی۔ تو کیا فرق پڑتا ہے؟ اگر آپ کے دلوں میں خدا تنویر پیدا فرمادے آپ کے دلوں میں چراغ روشن کر دے تو خدا کی قسم تمام دنیا کی پھونکیں بھی ان چراغوں کو نہیں بجھا سکیں گی۔ یہ روشنی تو بڑھے گی اور پھیلے گی اور آگے آگے چلے گی اور باقی دنیا کو بھی روشن سے روشن تر کرتی چلی جائے گی اللہ تعالیٰ ہمیں اس کی توفیق عطا فرمائے۔

پیکر صدق و صفا

(مکرم پروفیسر صوفی بشارت الرحمٰن صاحب مرحوم کی یاد میں)

سراسر پیکر صدق و وفا تھا
وہ صوفی منش فخر صوفیاء تھا
سبک رفتار پہنچے آسماں تک
جہاں پہنچے وہ پہلے سے کھڑا تھا
تھا زاہد خود بھی اور واعظ بھی لیکن
وہ عاشق بھی بلا کا تھا۔ سدا تھا
بڑا ہے نام فرزانوں میں اس کا
وہ دیوانہ مگر اچھا بھلا تھا
بہت اس نے بچائے ڈوبنے سے
بھٹکتی کشتیوں کا ناخدا تھا
سمندر علم و دانش اتقا کا
قدآور اور بھی ہیں وہ سوا تھا
ہنر کھلنے کا غنچوں کو سکھایا
گُر اس کے پاس کھلنے کا نیا تھا
وہ روشن ہے دلوں میں اب بھی طاہر
ستارہ جو کہ اگلے دن گرا تھا

(طاہر عارف)

Earlsfield Properties
RENTING AGENTS 081 877 0762
PROPERTIES WANTED IN ALL AREAS FOR WAITING TENANTS

ذکر حبیب

(حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی پاکیزہ سیرت کا بیان)

"کسی انسان کی سیرت و شمائل کا صحیح آئینہ اس کی دعائیں ہیں یا دوسرے الفاظ میں اسکی آرزوؤں اور تمناؤں سے پتہ چلتا ہے کہ اس کے اخلاق و عادات کا کیا رنگ ہے اور اس خصوص میں اسکا کیا مقام ہے

.....

.....حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی امتیازی خصوصیات میں یہ امر بھی داخل ہے کہ آپ نے مبعوث ہو کر

دعا کی حقیقت کو نمایاں فرمایا

جس طرح آپ کے وجود سے زندہ خدا زندہ رسول اور زندہ کتاب کی اصطلاحیں ظاہر ہوئیں آپ نے دعا کو بھی زندہ کیا۔ لوگ دعا کی حقیقت سے بے بہرہ ہو چکے تھے۔ جس طرح دوسرے اعمال رسم و قشر کی صورت اختیار کر چکے تھے دعا بھی ایک بے معنی چیز ہو گئی تھی۔ اس میں زندگی کے آثار مفقود تھے اور اس وجہ سے خود مسلمانوں کے اندر ایک جماعت پیدا ہو گئی تھی جو دعا کی منکر تھی اس لئے کہ وہ دیکھتے تھے کہ دعاؤں کی قبولیت کے آثار اور ثمرات نظر نہیں آتے اور یورپ کے خیالی فلسفہ نے اس کی اہمیت اور قوت تاثیر سے بدظن کر دیا۔ اور جو لوگ بظاہر دعا کے قائل تھے ان کی حالت یہ تھی کہ دعا کے الفاظ اور شکل تو موجود تھی اور وہ ان الفاظ کو دہراتے اور رٹتے بھی تھے مگر حقیقت اور تاثیر مفقود تھی۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے یورپ کے فلسفہ زدہ لوگوں کے لئے "برکات الدعا" لکھی اور دعاؤں کی عملی قبولیت کے آثار و اعجاز سے دعا کی قوت کا مشاہدہ کرا دیا اور اس طرح یہ خیالی بات نہ رہی بلکہ ایک طرف اسے علمی دلائل سے ثابت کیا دوسری طرف اس کی تاثیرات سے ناقابل تردید مشاہدہ پیش کیا۔ اپنی دعاؤں کی قبولیت کو ایک عظیم الشان آیت اور نشان کے رنگ میں پیش کیا اور جو لوگ مغربی فلسفہ سے مرعوب ہو کر اس کا انکار کرتے تھے انہیں متحدیانہ رنگ میں دعوت دی۔

قصہ کوتاہ کن بہ بیں از ما دعائے مستجاب

دعا کی حقیقت اور اس کے برکات کو ایسے آسان اور واضح رنگ میں پیش کیا کہ نیچری اور فلسفی کو اس کے قبول کئے بغیر چارہ نہ رہا۔ دنیا کے اندر جو انقلاب ہو رہا ہے یقیناً اس انقلاب میں انہی دعاؤں کا اثر ہے۔ جس طرح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی دعاؤں نے دنیا میں حیرت انگیز انقلاب پیدا کیا اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے عرش عظیم کو ایسی حرکت دی کہ آسمان زمین کے قریب ہو گیا اور دنیا نے ان تجلیات کا مشاہدہ کر لیا جو پہلے نظر نہ آتی تھیں۔ اس طرح اس زمانہ میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنے مطاع علیہ الصلوٰۃ والسلام کی اتباع میں گم اور فنا ہو کر اور اسی ردا کو پہن کر اسی رنگ میں اپنی دعاؤں سے ایک ایسا انقلاب پیدا کر دیا کہ ایک نیا آسمان اور نئی زمین کی تکوین ہو گئی جو تاریکی کے فرزندوں کو نظر نہیں آتی۔ آپ کی دعاؤں نے فی الحقیقت مردوں کو زندہ کر دیا اور وہ جو سفلی جذبات میں محو ہو کر نفس دنی کی قبروں میں پڑے سڑ رہے تھے ان کو قم باذن اللہ کہہ کر اٹھایا اور ان میں ایک ایسی تبدیلی کر دی کہ وہ خدائے تعالیٰ کی محبت و وفا میں زندہ ہو گئے اور انکے سفلی جذبات پر موت وارد ہو گئی۔ اسکی دعاؤں نے پاکوں کے سردار صلی اللہ علیہ وسلم کے دشمنوں پر قہری بجلیاں گرائیں اور منکرین کرامت کو پکار کر کہا۔

بیا بنگر ز غلمان محمدؐ

حضرت مسیح موعود علیہ والسلام کی دعاؤں پر غور کرنے سے ایک طرف ایمانی قوتوں میں نشوونما ہوتا ہے دوسری طرف انسان تقرب الی اللہ کی اس راہ پر لذیذ ایمان پالیتا ہے جو دعاؤں کی صورت میں پیش کی گئی ہے اور ان دعاؤں سے ہی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی سیرت و شمائل پر ایک نفسیاتی مطالعہ کا دلچسپ سلسلہ سامنے آتا ہے"۔

یہ الفاظ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ایک صحابی حضرت شیخ یعقوب علی صاحب عرفانیؓ ایڈیٹر الحکم کی تصنیف سیرت حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام حصہ پنجم مطبوعہ ۲۰ نومبر ۱۹۴۳ء سے لئے گئے ہیں۔ آپ نے اس کتاب میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے شمائل و عادات اور اخلاق کا تذکرہ آپ کی دعاؤں کے آئینہ میں درج کیا ہے۔ یہ تذکرہ بہت دلچسپ، ایمان افروز اور روح و قلب کو جلا بخشنے والا ہے۔ آپ نے اس کتاب میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ایک اور جلیل القدر صحابی حضرت مولانا شیر علی صاحبؓ کا ایک مضمون درج فرمایا ہے جس میں آپ نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی سیرت کو دعا کے مضمون کے حوالے سے بیان فرمایا ہے۔ یہ مضمون آپ نے ۲۶ دسمبر ۱۹۴۱ء کو سالانہ جلسہ کی تقریب میں پڑھا تھا۔

ذیل میں ہم حضرت مولانا شیر علی صاحب رضی اللہ عنہ کا یہ مضمون درج کرتے ہیں۔

ہر کام سے پہلے دعا

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا یہ طریق عمل تھا کہ ہر ایک کام کے شروع کرنے سے پہلے ضرور دعا کیا کرتے تھے اور دعا بطریق مسنون دعائے استخارہ ہوتی تھی۔ استخارہ کے معنے ہیں خدا تعالیٰ سے طلب خیر کرنا۔ استخارہ کے لئے یہ ضروری نہیں ہوتا کہ کوئی خواب آ جائے۔ جیسا کہ آج کل کے بعض صوفی استخارہ کرتے ہیں۔ یعنی خدا تعالیٰ سے خیر طلب کرتے ہیں۔ یہ طریق مسنون نہیں۔ اصل مقصد تو یہ ہونا چاہئے کہ ہمیں اللہ تعالیٰ سے خیر حاصل ہو اور دعائے استخارہ سے اللہ تعالیٰ ایسے اسباب پیدا کر دیتا ہے کہ جو کام ہمارے لئے بہتری اور بھلائی کا ہو وہ آسان ہو جاتا ہے۔ بغیر دقتوں کے حاصل ہو جاتا ہے۔ اور قلب میں اس کے متعلق انشراح اور انبساط پیدا ہو جاتا ہے۔

عموماً استخارہ رات کے وقت بعد نماز عشاء کیا جاتا ہے۔ دو رکعت نماز نفل پڑھ کر التحیات میں درود شریف اور دیگر مسنون دعاؤں کے بعد دعائے استخارہ پڑھی جاتی ہے۔ اور اس کے بعد فوراً سو رہنا چاہئے۔ اور باتوں میں مشغول ہونا مناسب نہیں ہوتا۔ لیکن حسب ضرورت دوسرے وقت بھی استخارہ کیا جا سکتا ہے۔

نماز عصر میں استخارہ

ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ دوران ایام مقدمہ کرم دین میں ایک صاحب ابو سعید نامی کو جو ابو سعید عرب کے نام سے مشہور تھے۔ لاہور سے بعض اخباروں کے پرچے لانے کے واسطے بھیجا گیا۔ انہیں کہا گیا کہ آپ سفر سے قبل استخارہ کر لیں۔ اس وقت نماز عصر ہونے والی تھی اور مسجد مبارک میں احباب جمع تھے۔ وہاں ہی انکے سفر کے متعلق تجویز قرار پائی تھی۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ابو سعید صاحب سے فرمایا کہ آپ عصر کی نماز میں ہی استخارہ کر لیں۔ چنانچہ انہوں نے ایسا ہی کیا اور پھر لاہور چلے گئے۔ اور جس مقصد کے واسطے بھیجے گئے۔ اس میں کامیاب ہو کر واپس آئے۔

مجلس میں دعاء

گو بعض دفعہ کسی کی درخواست کو قبول کرتے ہوئے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام مجلس میں بھی ہاتھ اٹھا کر دعا کر دیا کرتے تھے۔ مگر عام طور پر آپ کا طریق یہ تھا کہ نمازوں کے اندر دعا کرنے کو ترجیح دیتے تھے اور پنج وقتہ نمازوں کے علاوہ کسی دوسرے وقت بھی تحریک دعا ہوتی تو آپ وضوء کر کے نماز میں کھڑے ہو جاتے اور دعا کرتے۔ چنانچہ ایک دفعہ ۱۹۰۴ء میں حضرت مفتی محمد صادق صاحب بہت بیمار ہو گئے تھے اور اس بیماری کی حالت میں ایک وقت تنگی اور تکلیف کا ان پر ایسا وارد ہوا کہ انکی بیوی مرحومہ نے سمجھا کہ ان کا آخری وقت ہے۔ وہ روتی چیختی حضرت مسیح موعود علیہ والسلام کی خدمت میں پہنچیں۔ حضور نے تھوڑی سی مشک دی کہ انہیں کھلاؤ اور میں دعا کرتا ہوں۔ یہ کہہ کر اسی وقت وضوء کر کے نماز میں کھڑے ہو گئے۔ صبح کا وقت تھا۔ حضرت مفتی صاحب کو مشک کھلائی گئی۔ اور ان کی حالت اچھی ہونے لگ گئی۔ اور تھوڑی دیر میں طبیعت سنبھل گئی۔

مجسم دعاء

دعاؤں کے کرنے اور کرانے میں حضرت مسیح موعود علیہ والسلام کو اس قدر توجہ رہتی تھی کہ کہا جا سکتا ہے کہ آپؑ مجسم دعاء تھے۔

بخل اگر جائز ہوتا

ایک دفعہ فرمایا کہ میں نے سوچا کہ بخل تو ناجائز ہے۔ کسی حالت میں انسان کو بخیل نہیں ہونا چاہئے۔ لیکن اگر بخل جائز ہوتا۔ تو وہ کونسی چیز ہے جس کے دینے یا بتلانے میں میں بخل کرتا۔ میں نے بہت سوچا۔ مگر کوئی چیز نظر نہ آئی جس پر بخل کرنے کو میرا دل چاہتا۔ سوائے اس کے کہ میں اس بات کے بتلانے میں بخل کرتا کہ دعا کتنی بڑی شاندار نعمت ہے۔ اور کس آسانی سے حاصل ہو سکتی ہے۔

ایک خاص دعاء

۲۵ فروری ۱۹۰۱ء کا واقعہ ہے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا میں اس بات کے پیچھے لگا ہوا ہوں کہ اپنی جماعت کے واسطے ایک خاص دعاء تو ہمیشہ کی جاتی ہے۔ مگر ایک نہایت جوش کی دعا کرنا چاہتا ہوں۔ جب اس کا موقعہ مل جائے۔

احباب کے واسطے دعاء

اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ خاص دعاؤں کا وقت اور موقعہ اور ہوتا ہے۔ اور وہ ہمیشہ میسر نہیں ہوتا۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی زندگی میں دیکھا جاتا تھا کہ جب کوئی دوست رخصت ہونے کی اجازت چاہتا تھا تو فرمایا کرتے تھے "کیا آپ دو چار روز اور نہیں ٹھہر سکتے؟" اور اکثر خدام کو زیادہ سے زیادہ وقت قادیان میں رہنے کی ترغیب دیتے حالانکہ بظاہر کوئی کام ان کے ذمہ نہیں ہوتا۔ اس کی اصل غرض یہی تھی کہ سامنے رہنے سے دعا کے خاص موقعہ میں شامل ہو جانا ممکن ہوتا۔

بذریعہ دعاء شک کا ازالہ

دعاؤں کے اثر پر آپ کو اس قدر اعتماد تھا کہ آپ نے اپنے نہ ماننے والوں کو بھی ایک دعا ہی سکھائی۔ جس سے ان پر حق ظاہر ہو سکے۔ فرماتے ہیں:۔

"بطور تبلیغ کے لکھتا ہوں کہ حق کے طالب جو مواخذہ الٰہی سے ڈرتے ہیں وہ بلا تحقیق اس زمانے کے مولویوں کے پیچھے نہ چلیں اور آخری زمانہ کے مولویوں سے جیسا کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ڈرایا ہے ویسا ہی ڈرتے رہیں اور ان فتووں کو دیکھ کر حیران نہ ہو جائیں کیونکہ یہ فتوے کوئی نئی بات نہیں اور اگر اس عاجز پر شک ہو اور وہ دعویٰ جو اس عاجز نے کیا ہے اس کی صحت کی نسبت دل میں شبہ ہو۔ تو میں ایک آسان صورت رفع شک کی بتلاتا ہوں۔ جس سے ایک طالب صادق انشاء اللہ مطمئن ہو سکتا ہے۔ اور وہ یہ ہے کہ اول توبہ نصوح کر کے رات کے وقت دو رکعت نماز پڑھیں۔ جس کی پہلی رکعت میں سورہ یٰسین اور دوسری میں ۲۱ مرتبہ سورہ اخلاص ہو۔ اور پھر بعد اس کے ۳۰۰ مرتبہ دورد شریف اور ۳۰۰ مرتبہ استغفار پڑھ کر خدا تعالیٰ سے یہ دعا کریں۔ کہ اے قادر و کریم تو پوشیدہ حالات کو جانتا ہے اور ہم نہیں جانتے۔ اور مقبول اور مردود اور مفتری اور صادق تیری نظر سے پوشیدہ نہیں رہ سکتا۔ پس ہم عاجزی سے تیری جناب میں التجا کرتے ہیں کہ اس شخص کا تیرے نزدیک جو مسیح موعود اور مہدی اور مجدد الوقت ہونے کا دعویٰ کرتا ہے کیا حال ہے۔ کیا صادق ہے یا یہ کاذب اور مقبول ہے یا مردود اپنے فضل سے یہ حال رویا یا کشف یا الہام سے ہم پر ظاہر فرما تا اگر مردود ہے تو اس کے قبول کرنے سے ہم گمراہ نہ ہوں۔ اور اگر مقبول ہے اور تیری طرف سے ہے تو اس کے انکار اور اس کی اہانت سے ہم ہلاک نہ ہو

FOZMAN
Foods
BUYING GROUP
FOR GROCERS
AND C.T.N. SHOPS
2 SANDY HILL
ROAD, ILFORD,
ESSEX
TELEPHONE
081 478 6464 &
081 [illegible]

جائیں۔ ہمیں ہرایک فتنہ سے بچا اور ہر ایک مقدرت تجھ کو ہی ہے۔ آمین۔

یہ استخارہ کم سے کم دو ہفتہ کریں لیکن اپنے نفس سے خالی ہو کر کیونکہ جو شخص پہلے ہی بغض سے بھرا ہوا ہے۔ اور بد ظنی اس پر غالب آگئی ہے۔ اگر وہ خواب میں اس شخص کا حال دریافت کرنا چاہے جس کو وہ بہت ہی برا جانتا ہے۔ تو شیطان آتا ہے اور موافق اس ظلمت کے جو اس کے دل میں ہے اور پر ظلمت خیالات اپنی طرف سے اس کے دل میں ڈال دیتا ہے۔ پس اس کا پچھلا حال پہلے سے بھی بد تر ہوتا ہے۔ سو اگر خدا تعالیٰ سے کوئی خبر دریافت کرنا چاہے تو اپنے سینہ کو بکلی بغض اور عناد سے دھو ڈالے اور اپنے تئیں بکلی خالی النفس کرے۔ اور دونوں پہلوؤں بغض اور محبت سے الگ ہو کر اس سے ہدائت کی روشنی مانگے وہ ضرور اپنے وعدہ کے موافق اپنی طرف سے روشنی نازل کرے گا جس پر نفسانی اوہام کا کوئی دخان نہیں ہو گا۔ سوائے حق کے طالبوں مولویوں کی باتوں سے فتنہ میں مت پڑو۔ اٹھو اور کچھ مجاہدہ کر کے اس قوی اور قدیر اور علیم اور ہادی مطلق کی مدد چاہو۔ اور دیکھو کہ اب میں نے یہ روحانی تبلیغ بھی کر دی ہے۔ آئندہ تمہیں اختیار ہے۔ والسلام علیٰ من اتبع الہدیٰ۔ المبلغ غلام احمد عفی عنہ

عشق الٰہی

دعا کیا ہے؟ اللہ تعالیٰ کے حضور اپنے دلی جذبات اور خواہشات کا اظہار ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اللہ تعالیٰ کے حضور میں کس قدر محبت اور عشق تھا۔ اس کا بھی کچھ پتہ آپ کی دعاؤں سے لگتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کے حضور میں عرض کرتے ہیں:

اے خدا اے کارسازو عیب پوش و کردگار
اے مرے پیارے مرے محسن میرے پروردگار
اے مرے یار یگانہ اے مری جاں کی پناہ
بس ہے تو میرے لئے مجھکو نہیں تجھ بن بکار
اے مرے پیارے بتا تو کسطرح خوشنود ہے
نیک دن ہوگا وہی جب تجھ پہ ہوویں ہم نثار

–○–

دنیا میں عشق تیرا باقی ہے سب اندھیرا
معشوق ہے تو میرا عشق صفا یہی ہے
اے میرے یار جانی کر خود ہی مہربانی
مت کہہ کہ لن ترانی تجھ سے رجا یہی ہے
اے مرے دل کے درماں ہجراں ہے تیرا سوزاں
کہتے ہیں جسکو دوزخ وہ جاں گزا یہی ہے

–○–

درحقیقت بس ست یار یکے
دل یکے، جان یکے، نگار یکے
در دو عالم مرا عزیز توئی
وانچہ می خواہم از تو نیز توئی

–○–

اے دلبر و دلستان و دلدار
اے جان جہاں و نور انوار
اے مونس جان چہ دلستانی
کز خود بربودیم بہ یک بار
چشم و سرما فدائے رویت
جان و دل ما بتو گرفتار

–○–

ہر کہ عشقت دردل و جانش فتد
ناگہاں جانے در ایمانش فتد

اللہ تعالیٰ کے حضور میں اپنی کامل اور مستقل وفاداری کے متعلق عرض کرتے ہیں۔

خواہی بقہرم کن جدا خواہی بلطفم رونما
خواہی بکش یا کن رہا کے ترک آن و اماں کنم

–○–

سہل است ترک ہر دو جہاں گر رضائے تو
آید بدست اے پنہہ کہف و ما منم
درکوئے تو اگر سر عشاق راز نند
اول کسے کہ لاف تعشق زند منم

غیر مبایعین سے فیصلہ کی آسان راہ

ہمارے پرانے دوست جو اب اپنے آپ کو لاہوری احمدی کہلانا پسند کرتے ہیں۔ ان کے ساتھ بھی ہمارا فیصلہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی دعاؤں کے ذریعہ سے بآسانی ہو سکتا ہے۔ مولوی محمد علی صاحب اپنے آپ کو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا روحانی فرزند کہا کرتے ہیں۔ اور جو کچھ انہوں نے کیا اسے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی دعا اور توجہ کا نتیجہ قرار دیتے ہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی وہ اولاد جو روحانی بھی ہے اور جسمانی بھی اور جس کی تربیت اور تعلیم بھی حضور علیہ السلام کی نگرانی میں ہوئی۔ اور جس کے متعلق اللہ تعالیٰ کی طرف سے بشارتیں بھی ہیں۔ اور جن کے متعلق حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے کثرت سے دعائیں کیں۔ کیا ممکن ہے کہ وہ سب اولاد مع تمام متعلقین اور اولین سابقین کی ایک بڑی جماعت کے گمراہ ہو جائے۔

اب میں ان دعاؤں میں سے جو حضور نے اپنی اولاد کے واسطے کیں چند ایک بطور نمونہ درج کرتا ہوں۔ حضور فرمایا کرتے تھے کہ ہماری اولاد شعائر اللہ میں داخل ہے۔ ان کا اکرام ضروری ہے۔ اور حضور کی دعائیں اپنی اولاد کے واسطے تو شب و روز بے انتہا تھیں۔ آپ نے فرمایا کہ میں ہر نماز میں اپنے اہل بیت اور اولاد کے لئے دعا کرتا ہوں۔ یہ چند فقرات حسن اتفاق سے تحریر میں بھی آگئے۔

کوئی ضائع نہیں ہوتا جو ترا طالب ہے
کوئی رسوا نہیں ہوتا جو ہے جویاں تیرا
مری اولاد کو تو ایسی ہی کر دے پیارے
دیکھ لیں آنکھ سے وہ چہرہ نمایاں تیرا
عمر دے رزق دے اور عافیت و صحت بھی
سب سے بڑھکر یہ کہ پا جائیں وہ عرفاں تیرا

–○–

کریما دور کر تو ان سے ہر شر
رحیما نیک کر اور پھر معمر
تیری قدرت کے آگے روک کیا ہے
وہ سب دے انکو جو مجھ کو دیا ہے
دعا کرتا ہوں اے میرے یگانہ
نہ آوے ان پہ رنجوں کا زمانہ
نہ چھوڑیں وہ تیرا یہ آستانہ
میرے مولا انہیں ہر دم بچانا

دعا کے ذریعہ آسمانی فیصلہ

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دعویٰ پر علماء زمانہ نے کفر کے فتوے لگائے اور ہر قسم کی عداوت اور دشمنی اور ایذا رسانی پر کمر باندھی تو حضور نے دعا ہی کے ذریعہ اللہ تعالیٰ سے فیصلہ چاہا اور یہ دعا کی:-

"اس عاجز غلام احمد قادیانی کی آسمانی گواہی طلب کرنے کے لئے ایک دعاء اور حضرت عزت سے اپنی نسبت آسمانی فیصلہ کی درخواست۔ اے میرے حضرت اعلیٰ ذوالجلال قادر و قدوس حی و قیوم جو ہمیشہ راستبازوں کی مدد کرتا ہے تیرا نام ابدالآباد مبارک ہے۔ تیرے قدرت کے کام کبھی رک نہیں سکتے۔ تیرا قوی ہاتھ ہمیشہ عجیب کام دکھلاتا ہے۔ تو نے ہی اس چودھویں صدی کے سر پر مجھے مبعوث کیا اور فرمایا کہ اٹھ میں نے تجھے اس زمانہ میں اسلام کی حجت پوری کرنے کے لئے اور اسلام کی سچائیوں کو دنیا میں پھیلانے کے لئے اور ایمان کو زندہ اور قوی کرنے کے لئے چنا۔ اور تو نے ہی مجھے فرمایا تو میری نظر میں منظور ہے۔ میں اپنے عرش پر تیری تعریف کرتا ہوں۔ اور تو نے ہی مجھے فرمایا کہ تو ہی مسیح موعود ہے جس کے وقت کو ضائع نہیں کیا جائے گا۔ اور تو نے مجھے مخاطب کر کے فرمایا کہ تو مجھ سے ایسا ہے جیسا کہ میری توحید اور تفرید اور تو نے ہی مجھے فرمایا کہ میں نے لوگوں کی دعوت کے لئے تجھے منتخب کیا۔ ان کو کہہ دے کہ میں تم سب کی طرف بھیجا گیا ہوں۔ اور سب سے پہلا مومن ہوں۔ اور تو نے ہی مجھے کہا کہ میں نے تجھے اس لئے بھیجا ہے کہ تا اسلام کو تمام قوموں کے آگے روشن کر کے دکھلاؤں۔ اور کوئی مذہب ان تمام مذہبوں میں سے جو زمین پر ہیں برکات میں، معارف میں، تعلیم کی عمدگی میں، خدا کی تائیدوں میں خدا کے عجائب غرائب نشانوں میں اسلام سے ہمسری نہ کر سکے۔ اور تو نے ہی مجھے فرمایا تو میری درگاہ میں وجیہ ہے۔ میں نے اپنے لئے تجھے اختیار کیا۔ مگر اے قادر خدا تو جانتا ہے کہ اکثر لوگوں نے مجھے منظور نہیں کیا۔ اور مجھے مفتری سمجھا اور میرا نام کافر اور کذاب اور دجال رکھا گیا۔ مجھے گالیاں دی گئیں اور طرح طرح کی دل آزار باتوں سے مجھے ستایا گیا..... سوائے میرے مولا قادر خدا اب مجھے راہ بتلا اور کوئی ایسا نشان ظاہر فرما جس سے تیرے سلیم الفطرت بندے نہایت قوی طور پر یقین کریں کہ میں تیرا مقبول ہوں۔ اور جس سے انکار ایمان قوی ہو۔ اور وہ تجھے پہچانیں۔ اور تجھ سے ڈریں۔ اور تیرے اس بندے کی ہدایتوں کے موافق ایک پاک تبدیلی ان کے اندر پیدا ہو۔ اور زمین پر پاکی اور پرہیزگاری کا اعلیٰ نمونہ دکھلائیں۔ اور ہر ایک طالب حق کو نیکی کی طرف کھینچیں اور اسی طرح پر تمام قومیں جو زمین پر ہیں تیری قدرت اور جلال کو دیکھیں۔ اور سمجھیں کہ تو اپنے اس بندے کے ساتھ ہے۔ اور دنیا میں تیرا جلال چمکے۔ اور تیرے نام کی روشنی اس بجلی کی طرح دکھلائی دے۔ کہ جو ایک لحہ میں مشرق سے مغرب تک اپنے تئیں پہنچاتی اور شمال و جنوب میں اپنی چمکیں دکھلاتی ہے .... تو میرا ہے جیسا کہ میں تیرا ہوں۔ تیری جناب میں الحاح سے دعا کرتا ہوں۔ کہ اگر یہ سچ ہے کہ میں تیری طرف سے ہوں۔ اور اگر یہ سچ ہے کہ تو نے ہی مجھے بھیجا ہے۔ تو میری تائید میں اپنا کوئی ایسا نشان دکھلا کہ جو پبلک کی نظر میں انسانوں کے ہاتھوں اور انسانی منصوبوں سے برتر یقین کیا جائے تا لوگ سمجھیں کہ میں تیری طرف سے ہوں۔ اے میرے قادر خدا! اے میرے توانا! اور سب قوتوں کے مالک خداوند تیرے ہاتھ کے برابر کوئی ہاتھ نہیں۔ اور کسی جن اور بھوت کو تیری سلطنت میں شرکت نہیں۔ دنیا میں ہر ایک فریب ہوتا ہے۔ اور انسانوں کو شیاطین بھی اپنے جھوٹے الہامات سے دھوکہ دیتے ہیں۔ مگر کسی شیطان کو یہ قوت نہیں دی گئی کہ وہ تیرے نشانوں اور تیرے ہیبت ناک ہاتھ کے آگے ٹھہر سکے یا تیری قدرت کی

mta- Muslim Television Ahmadiyya

Al Shirkatul Islamiyyah, 16 Gressenhall Road, London SW18 5QL
Tel : +44 (0)81 870 0922 Fax : +44 (0)81 870 0684

Satellite	EUTELSAT II F3	STATSIONAR 21	STATSIONAR 4	GALAXY 2
Area	Europe, North Africa	Asian, Middle East, Eastern Europe, East Africa Regions	South America, Africa and European Regions	North America, Canada
Position	16° East	103° East	14° West	74° West
Transponder	37	7 (C-Band)	7 (C-Band)	11
Frequency	11.575 GHz	3725 MHz	3725 MHz	36 MHz
Polarity	Vertical	Right Hand circular	Right Hand circular	Horizontal
Format	625 Lines PAL Colour	625 Lines PAL Colour	625 Lines PAL Colour	NTSC
Audio Sub-Carriers				
Urdu	6.5 MHz	6.5 MHz	6.5 MHz	6.2 MHz
English	7.02 MHz	7.02 MHz	7.02 MHz	-
Arabic	7.20 MHz	7.20 MHz	7.20 MHz	-
Bosnian*	7.38 MHz	7.38 MHz	7.38 MHz	-
Russian*	7.56 MHz	7.56 MHz	7.56 MHz	-
German*	7.74 MHz	7.74 MHz	7.74 MHz	-
French	7.92 MHz	7.92 MHz	7.92 MHz	-
Turkish*	8.10 MHz	8.10 MHz	8.10 MHz	-
London Time	13.00 - 16.00 (Daily)	07.00 - 19.00 (Fridays Only)	13.30 - 14.30 (Fridays Only)	13.30 - 14.30 (Fridays Only)

* On special occasions only

Radio = Short Wave Band Radio, 25 Meter Band, Digital Frequency 11695
Timings: 13.30 - 14.30 London Time (Fridays Only). For Asian Countries only.
From 1 April '94: 16 Meter Band, Digital Frequency 17765

All timings and frequencies are subject to change without notice.

مانند کوئی قدرت دکھلا سکے کیونکہ تو وہ ہے جس کی شان لا الٰہ الا اللہ ہے اور جو العلی العظیم ہے"۔

صلوٰۃ اور دعا میں فرق

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا:۔

ایک مرتبہ میں نے خیال کیا کہ صلوٰۃ میں اور نماز میں کیا فرق ہے۔ حدیث شریف میں آیا ہے

الصلوٰۃ ھی الدعاء

یعنی صلوٰۃ ہی دعا ہے۔

الصلوٰۃ مخ العبادۃ

نماز عبادت کا مغز ہے۔ جب انسان کی دعا محض دنیوی امور کے لئے ہو تو اس کا نام صلوٰۃ نہیں۔ لیکن جب انسان خدا کو ملنا چاہتا ہے اور اس کی رضا کو مدنظر رکھتا ہے اور ادب، انکسار، تواضع اور نہایت محویت کے ساتھ اللہ تعالیٰ کے حضور میں کھڑا ہو کر اس کی رضا کا طالب ہوتا ہے۔ تب وہ صلوٰۃ میں ہی ہوتا ہے۔ اصل حقیقت دعا کی وہ ہے جس کے ذریعہ سے خدا اور انسان کے درمیان رابطہ تعلق بڑھے۔ صلوٰۃ کا لفظ پر سوز معنے پر دلالت کرتا ہے۔ جیسے آگ سے سوزش پیدا ہوتی ہے۔ ویسی ہی گذارش دعاء میں پیدا ہونی چاہئے۔ جب ایسی حالت کو پہنچ جائے۔ جیسے موت کی حالت ہوتی ہے تب اس کا نام صلوٰۃ ہوتا ہے۔

دعا میں بڑی قوت ہے

فرمایا کرتے تھے:۔

"دعا میں خدا تعالیٰ نے بڑی قوت رکھی ہے۔ خدا نے مجھے بار بار بذریعہ الہامات کے یہی فرمایا ہے کہ جو کچھ ہو گا دعا ہی کے ذریعہ ہو گا۔ ہمارا ہتھیار تو دعا ہی ہے۔ اور اس کے سوائے ہتھیار میرے پاس نہیں۔ جو کچھ ہم پوشیدہ مانگتے ہیں خدا اس کو ظاہر کر کے دکھا دیتا ہے ..... دعا سے بڑھ کر اور کوئی ہتھیار نہیں۔

دعا کرنا موت اختیار کرنے کے برابر ہے

فرمایا کرتے تھے:۔

اکثر لوگ دعا کی اصل فلاسفی سے ناواقف ہیں۔ اور نہیں جانتے کہ دعا کے ٹھیک ٹھکانہ پر پہنچنے کے واسطے کس قدر توجہ اور محنت درکار ہے۔ دراصل دعا کرنا ایک قسم کی موت کا اختیار کرنا ہوتا ہے۔

دعاء میں علیحدگی

فرمایا کرتے تھے:۔

"جب خوف الٰہی اور محبت غالب آتی ہے۔ تو باقی تمام خوف اور محبتیں زائل ہو جاتی ہیں۔ ایسی دعاء کے واسطے علیحدگی بھی ضروری ہے۔ اسی پورے تعلق کے ساتھ انوار ظاہر ہوتے ہیں۔ اور ہر ایک تعلق ایک رشتہ کو چاہتا ہے"۔

اپنی زبان میں دعاء

فرمایا کرتے تھے:۔

"نماز میں اپنی زبان میں دعا مانگنی چاہئے۔ کیونکہ اپنی زبان میں دعا مانگنے سے پورا جوش پیدا ہوتا ہے۔ سورہ فاتحہ خدا تعالیٰ کا کلام ہے۔ وہ اسی طرح عربی زبان میں ہی پڑھنا چاہئے۔ اور قرآن شریف کا حصہ جو اس کے بعد پڑھا جاتا ہے۔ وہ بھی عربی زبان میں ہی پڑھنا چاہئے۔ اس کے بعد مقررہ دعائیں اور تسبیح بھی اسی طرح عربی زبان میں پڑھنی چاہئیں۔ لیکن ان سب کا ترجمہ سیکھ لینا چاہئے۔ اور ان کے علاوہ پھر اپنی زبان میں دعائیں مانگنی چاہئیں۔ تا کہ حضور دل پیدا ہو جائے۔ کیونکہ جس نماز میں حضور دل نہیں وہ نماز نہیں۔ آج کل لوگوں کی عادت ہے کہ نماز تو ٹھونگےدار پڑھ لیتے ہیں۔ جلدی جلدی نماز ادا کر لیتے ہیں۔ جیسا کہ کوئی بیگار ہوتی ہے۔ پھر پیچھے سے لمبی لمبی دعائیں مانگنی شروع کر دیتے ہیں۔ یہ بدعت ہے۔ حدیث شریف میں کسی جگہ اس کا ذکر نہیں آیا۔ کہ نماز سے سلام پھیرنے کے بعد پھر دعا کی جاوے۔ نادان لوگ نماز کو تو ٹیکس جانتے ہیں۔ اور دعا کو اس سے علیحدہ کرتے ہیں۔ نماز خود دعاء ہے۔ دین و دنیا کی تمام مشکلات کے واسطے اور ہر ایک مصیبت کے وقت انسان کو نماز کے اندر دعائیں مانگنی چاہئیں۔ نماز کے اندر ہر موقعہ پر دعا کی جا سکتی ہے۔ رکوع میں بعد تسبیح۔ سجدہ میں بعد تسبیح۔ التحیات کے بعد کھڑے ہو کر رکوع کے بعد بہت دعائیں کرو۔ تا کہ مالا مال ہو جاؤ۔ چاہئے کہ دعا کے وقت آستانہ الوہیت پر روح پانی کی طرح بہہ جائے۔ ایسی دعاء دل کو پاک و صاف کر دیتی ہے۔ یہ دعا میسر آئے۔ تو پھر خواہ انسان چار پہر دعا میں کھڑا رہے۔ گناہوں کی گرفتاری سے بچنے کے واسطے اللہ تعالیٰ کے حضور میں دعاء مانگنی چاہئے۔

دعا ایک علاج ہے۔ جس سے گناہ کی زہر دور ہو جاتی ہے۔ بعض نادان لوگ خیال کرتے ہیں کہ اپنی زبان میں دعا مانگنے سے نماز ٹوٹ جاتی ہے۔ یہ غلط خیال ہے۔ ایسے لوگوں کی نماز تو خود ہی ٹوٹی ہوئی ہے"۔

حقیقت دعاء

ایک دفعہ فرمایا۔ جب دعا اپنے کمال کو پہنچتی ہے۔ تو اس کی حقیقت کی مثال علیٰ طور پر اس طرح ہے کہ گویا دعا کرنے والا خدا بن جاتا ہے۔ اور اس کی زبان گویا خدا کی زبان ہوتی ہے ....

ایسی دعائے شیخ

مگر یہ حالت خدا کی طرف سے آتی ہے انسان کے اختیار میں کچھ نہیں۔ دعاء حق ہے۔ اس میں انسان اللہ تعالیٰ کی ربوبیت کی چادر کے نیچے مخفی ہو جاتا ہے۔ عبودیت کو ربوبیت کے ساتھ قدیم سے ایک رشتہ ہے جس کا نام خلافت ہے ......

ہر دعا سے قبل سورہ فاتحہ

حضرت مفتی محمد صادق صاحب ؓ فرمایا کرتے ہیں کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی زندگی میں میں ہمیشہ یہ کوشش کرتا تھا کہ ہر مجلس میں اور ہر موقعہ پر حضرت صاحب کے قریب ہو کر بیٹھوں۔ بعض دفعہ جب کوئی دوست حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت میں دعا کی تحریک کرتے اور حضور اسی مجلس میں دعا کے لئے ہاتھ اٹھاتے۔ تو میں بہت قریب ہو کر یہ سننے کی کوشش کرتا کہ حضور کیا الفاظ مونہہ سے نکال رہے ہیں۔ بار بار کے تجربہ سے مجھے یہ معلوم ہوا کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام ہر دعاء میں سب سے پہلے سورہ فاتحہ ضرور پڑھتے تھے اور بعد میں کوئی اور دعاء کرتے تھے۔

سب کے واسطے دعاء

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی عادت تھی کہ ہر ایک دعاء کے موقعہ پر اپنے خدام کو اپنی دعاؤں میں یاد کر لیا کرتے تھے۔ ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ حضرت قاضی امیر حسین صاحب رضی اللہ عنہ کا ایک خورد سال بچہ فوت ہو گیا۔ اس کے جنازہ کی نماز حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے خود پڑھائی۔ اور عموماً جنازوں کی نمازوں میں حضور خود ہی پیش امام ہوا کرتے تھے۔ اس وقت قادیان میں جماعت تھوڑی تھی۔ اس جنازہ میں شامل ہونے والے احباب کی تعداد ۱۴، ۱۵ کے قریب تھی۔ نماز کے بعد ایک شخص نے عرض کیا حضور میرے واسطے دعاء کریں۔ تو حضور نے فرمایا۔ کہ میں نے تو ابھی اس نماز میں سب کا جنازہ پڑھ دیا ہے۔ اس کا مطلب یہ تھا کہ صرف میت اور اس کے لواحقین کے لئے دعاء نہیں کی تھی بلکہ جتنے لوگ جنازہ میں شامل ہوئے سب کے لئے دعا کر دی تھی۔

بیت الدعاء

۱۹۰۳ء کا واقعہ ہے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا:۔

"ہم نے سوچا کہ عمر کا اعتبار نہیں ہے۔ ستر سال کے قریب عمر سے گزر چکے ہیں۔ موت کا وقت معلوم نہیں۔ خدا جانے کس وقت آ جائے اور کام ہمارا ابھی بہت باقی پڑا ہے۔ ادھر قلم کی طاقت کمزور ثابت ہوئی ہے۔ رہی سیف اس کے واسطے خدا تعالیٰ کا اذن اور منشاء نہیں ہے۔ لہٰذا ہم نے آسمان کی طرف ہاتھ اٹھائے۔ اور اسی سے قوت پانے کے واسطے ایک الگ حجرہ بنایا۔ اور خدا سے دعا کی۔ کہ اس مسجد البیت اور بیت الدعاء کو امن اور سلامتی اور اعداء پر بذریعہ دلائل نیرہ اور براہین ساطعہ کے فتح کا گھر بنا۔

دعا کرنے میں ہلاکت

۴ جون ۱۹۰۴ء کو فرمایا نماز اصل میں دعاء ہے۔ اگر انسان کا نماز میں دل نہ لگے۔ تو پھر ہلاکت کے لئے تیار ہو جائے۔ کیونکہ جو شخص دعا نہیں کرتا وہ گویا خود ہلاکت کے نزدیک جاتا ہے۔ دیکھو ایک طاقتور حاکم ہے۔ جو بار بار اس امر کی ندا کرتا ہے کہ میں دکھیاروں کا دکھ اٹھاتا ہوں۔ مشکل والوں کی مشکل حل کرتا ہوں۔ میں بہت رحم کرتا ہوں۔ بیکسوں کی امداد کرتا ہوں۔ لیکن ایک شخص جو مشکل میں مبتلا ہے۔ اس کے پاس سے گزرتا ہے۔ اور اس کی ندا کی پروا نہیں کرتا۔ نہ اپنی مشکل کا اس کے آگے بیان کر کے طلب امداد کرتا ہے۔ تو سوائے اس کے کہ وہ تباہ ہو اور کیا ہو گا۔ خدا تعالیٰ ہر وقت انسان کو آرام دینے کے واسطے تیار ہے۔ بشرطیکہ کوئی اس سے درخواست کرے۔ قبولیت دعا کے واسطے ضروری ہے کہ انسان نافرمانی سے باز رہے۔ اور بڑے زور سے دعاء کرے۔ کیونکہ پتھر پر پتھر زور سے پڑتا ہے تب آگ پیدا ہوتی ہے۔

حقیقت دعاء

اکتوبر ۱۹۰۴ء کو فرمایا۔

"یاد رکھو کہ انسان کی بڑی سعادت اور اس کی حفاظت کا اصل ذریعہ دعا ہی ہے۔ یہی دعاء اس کے لئے پناہ ہے۔ اگر وہ ہر وقت اس میں لگا رہے۔ یہ بھی یقیناً سمجھو کہ یہ ہتھیار اور نعمت صرف اسلام ہی میں دی گئی ہے۔ دوسرے مذاہب اس عطیہ سے محروم ہیں۔ آریہ لوگ بھلا کیوں دعا کرنے بیٹھے جبکہ ان کا یہ اعتقاد ہے کہ تناسخ کے چکر میں سے ہم نکل ہی نہیں سکتے۔ اور کسی گناہ کی معافی کی کوئی امید ہی نہیں ہے۔ ان کو دعا کی کیا حاجت اور کیا ضرورت اور اس سے کیا فائدہ۔ اس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ آریہ مذہب میں دعا ایک بے فائدہ چیز ہے۔ اور پھر عیسائی دعائیں کریں گے۔ جبکہ وہ جانتے ہیں کہ دوبارہ کوئی گناہ بخشا نہیں جائے گا۔ کیونکہ مسیح دوبارہ تو مصلوب ہو ہی نہیں سکتا۔ پس یہ خاص اکرام اسلام کے لئے ہے۔ اور یہی وجہ ہے کہ یہ امت مرحومہ ہے لیکن اگر آپ ہی اس فضل سے محروم ہو جائیں۔ اور خود ہی اس دروازہ کو بند کر دیں۔ تو پھر کس کا گناہ ہے۔ جب ایک حیات بخش چشمہ موجود ہے اور آدمی ہر وقت اس سے پانی پی سکتا ہے۔ پھر بھی اگر کوئی اس سے سیراب نہیں ہوتا ہے تو خود طالب موت اور نشانہ ہلاکت ہے۔ اس صورت میں تو چاہئے کہ اس پر منہ رکھ دے اور خوب سیراب ہو کر پانی پی لیوے۔ یہ میری

SATELLITES
OFFICIAL SKY AGENTS
SKY
TV ASIA
VIEW THE SERMON EVERY DAY ON EUTELSAT - SATELLITE SYSTEM AVAILABLE FOR ALL SATELLITES IN THE WORLD.
VIEWING CARDS IN STOCK. INSTALLATION AVAILABLE.
MAIL ORDER & INTERNATIONAL EXPORT SERVICE AVAILABLE
WE ACCEPT CREDIT CARDS. CALL FOR COMPETITIVE PRICES. ASK US FOR MORE DETAILS.
S.M SATELLITE SERVICES
15 BRIDGE END, CAMBERLEY, SURREY, GU15 2QX, ENGLAND
TELEPHONE 0276 20916 FAX 0276 678740
RECEIVERS, DECODERS, DISHES, SMART CARDS

نصیحت ہے۔ جس کو میں ساری نصائح قرآنی کا مغز سمجھتا ہوں۔ قرآن شریف کے تیس پارے ہیں اور سب کے سب نصائح سے لبریز ہیں۔ لیکن ہر شخص نہیں جانتا کہ ان میں وہ نصیحت کونسی ہے جس پر اگر مضبوط ہو جائیں اور اس پر پورا عمل در آمد کریں۔ تو قرآن کریم کے سارے احکام پر چلنے اور ساری منہیات سے بچنے کی توفیق مل جاتی ہے۔ مگر میں تمہیں بتلاتا ہوں کہ وہ کلید اور قوت دعاء ہے۔ دعاء کو مضبوطی سے پکڑ لو۔ میں یقین رکھتا ہوں اور اپنے تجربہ سے کہتا ہوں کہ پھر اللہ تعالیٰ ساری مشکلات کو آسان کر دے گا۔ لیکن مشکل یہ ہے کہ لوگ دعا کی حقیقت سے ناواقف ہیں۔ اور وہ نہیں سمجھتے کہ دعاء کیا چیز ہے۔ دعاء یہی نہیں کہ چند لفظ منہ سے بڑبڑائے یہ تو کچھ بھی نہیں۔

دعاء اور دعوت کے معنی ہیں اللہ تعالیٰ کو اپنی مدد کے لئے پکارنا اور اس کا کمال اور موثر ہونا اس وقت ہوتا ہے۔ جب انسان کمال درد دل اور سوز کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع کرے اور اس کو پکارے ایسا ہی اس کی روح پانی کی طرح گداز ہو کر آستانہ الٰہی کی طرف بہہ نکلے۔ یا جس طرح کوئی مصیبت میں مبتلا ہوتا ہے اور وہ دوسرے لوگوں کو اپنی مدد کے لئے پکارتا ہے۔ تو دیکھتے ہو کہ اس کی پکار میں کیا انقلاب اور تغیر ہوتا ہے۔ اس کی آواز ہی میں وہ درد بھرا ہوا ہوتا ہے جو دوسروں کے رحم کو جذب کرتا ہے۔ اسی طرح وہ دعاء جو اللہ تعالیٰ سے کی جائے اس کی آواز اس کا لب و لہجہ اور ہی ہوتا ہے۔ اس دعاء کے وقت آواز ایسی ہو کہ سارے عضو اس سے متاثر ہو جائیں۔ اور زبان میں خشوع خضوع ہو۔ دل میں درد اور رقت ہو۔ اعضاء میں انکسار اور رجوع الی اللہ ہو اور پھر سب سے بڑھ کر اللہ تعالیٰ کے رحم و کرم پر کامل ایمان اور پوری امید ہو۔ ایسی حالت میں جب آستانہ الوہیت پر گرے گا نامراد واپس نہ ہوگا۔ چاہئے کہ اس حالت میں بار بار حضور الٰہی میں عرض کرے کہ میں گنہگار ہوں اور کمزور ہوں۔ تیری دستگیری اور فضل کے سوا کچھ ہو نہیں سکتا۔ تو آپ رحم فرما اور مجھے گناہوں سے پاک کر کیونکہ تیرے فضل و کرم کے سوا کوئی اور نہیں جو مجھے پاک کرے۔ جب اس قسم کی دعاء میں مداومت کرے گا اور استقلال اور صبر کے ساتھ اللہ تعالیٰ کے فضل اور تائید کا طالب رہے گا۔ تو کسی نامعلوم وقت پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایک نور اور سکینت اس کے دل پر نازل ہوگی۔ جو دل سے گناہ کی تاریکی کو دور کرے گی اور غیب سے ایک طاقت عطا ہوگی جو گناہ سے بیزاری پیدا کرے گی۔ اور وہ ان سے بچیگا۔ اس حالت میں دیکھے گا کہ میرا دل جذبات اور نفسانی خواہشوں کا ایسا اسیر اور گرفتار تھا گویا ہزاروں ہزار زنجیروں میں جکڑا ہوا تھا۔ جو بے اختیار اسے کھینچ کر گناہ کی طرف لے جاتے تھے۔ ایک دفعہ وہ سب زنجیر ٹوٹ گئے ہیں اور آزاد ہو گیا ہے۔ اور جیسے پہلی حالت میں گناہ کی طرف ایک رغبت اور رجوع تھا۔ اس حالت میں وہ محسوس اور مشاہدہ کرے گا کہ وہی رغبت اور رجوع اللہ تعالیٰ کی طرف ہے۔ گناہ سے محبت کی بجائے نفرت اور اللہ تعالیٰ سے وحشت اور نفرت کی بجائے محبت اور کشش پیدا ہوگی۔

اوروں سے دعاء کرانا

جب حضرت مفتی محمد صادق صاحب لاہور میں اکونٹنٹ جنرل کے دفتر میں ملازم تھے۔ ان دنوں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام ملتان کے سفر پر تشریف لے گئے۔ لاہور میں حضور کو دوسری گاڑی کے انتظار میں ٹھہرانا پڑا۔ ان دنوں حضرت مفتی صاحب بہت بیمار تھے۔ جب حضور لاہور اترے تو اسٹیشن سے ان کی عیادت کے لئے انکے مکان پر تشریف لے گئے جو محلّہ استھان میں تھا۔ اور انہوں نے کرایہ پر لیا ہوا تھا۔ ایک گھنٹہ کے قریب ان کے پاس بیٹھے رہے۔ حضرت مولوی نورالدین صاحب بھی ہمراہ تھے۔ جب آپ تشریف لے جانے لگے تو انہیں فرمایا کہ مفتی صاحب آپ بیمار ہیں اور بیمار کی بھی دعاء قبول ہوتی ہے۔ آپ ہمارے کام میں کامیابی کے لئے دعا کریں۔ بندہ بھی اس وقت حضرت مفتی صاحب کے پاس موجود تھا۔ یہ آخر اکتوبر ۱۸۹۷ء کا واقعہ ہے۔ اس طرح سے گاہے گاہے آپ دوسروں سے بھی اپنے مقاصد کے واسطے دعاء کرایا کرتے تھے۔

ایک طریقہ دعاء

جموں کے رہنے والے خلیفہ نورالدین صاحب جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پرانے دوستوں میں سے ہیں۔ اور آجکل سو سال کی عمر میں جموں میں مقیم ہیں (اشاعت ہذا کے وقت فوت ہو چکے ہیں رضی اللہ عنہ۔ عرفانی) انہوں نے ذکر کیا کہ ایک دفعہ میری آنکھیں دکھتی تھیں۔ بہت علاج کئے مگر کچھ فائدہ نہ ہوا۔ میں نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت میں عرض کیا کہ حضور میری آنکھیں اچھی ہونے میں نہیں آتیں۔ حضور نے فرمایا آپ ان الفاظ میں دعا کیا کریں۔

"اے خدا میرے وہ گناہ بھی بخش
جن کی وجہ سے میں اس آنکھوں کے
مرض میں گرفتار ہو گیا ہوں"۔

دعاء سے عربی تصنیف

اپنے ابتدائی ایام تصانیف میں حضرت مسیح موعود علیہ والسلام نے کوئی کتاب عربی زبان میں نہیں لکھی تھی۔ بلکہ تمام تصانیف اردو میں یا نظم کا حصہ فارسی میں لکھا۔ ایک دفعہ حضرت مولوی عبدالکریم صاحب ؓ نے عرض کیا کہ حضور کچھ عربی میں بھی لکھیں۔ تو بڑی سادگی اور بے تکلفی سے فرمایا کہ میں عربی نہیں جانتا۔ مولوی صاحب بے تکلف آدمی تھے انہوں نے پھر عرض بھی کچھ کیا کہ میں کب کہتا ہوں کہ حضور عربی جانتے ہیں۔ میری غرض تو یہ ہے کہ کوہ طور پر جائیے اور وہاں سے کچھ لائیے۔ فرمایا ہاں میں دعا کروں گا۔ اس کے بعد آپ تشریف لے گئے اور جب دوبارہ تشریف لائے تو ہنستے ہوئے فرمایا کہ مولوی صاحب میں نے دعاء کر کے عربی لکھنی شروع کی۔ تو یہ بہت ہی آسان معلوم ہوئی۔ چنانچہ پہلے میں نے نظم ہی لکھی اور کوئی سو شعر عربی میں لکھ کر لے آیا

بقیہ صـ ۱۶

ایڈیٹر کی ڈاک سے

جناب محمد یعقوب امجد صاحب ربوہ سے لکھتے ہیں:۔
"الفضل انٹرنیشنل کے ۴ شمارے نظر سے گزرے۔ ماشاء اللہ اچھا اور نمایاں آغاز ہے۔ مگر آپ نے خاکسار کا نام محمد امجد لکھا ہے۔ براہ کرم درست فرمالیں۔

دوسری بات یہ ہے کہ اس عاجز نے دو شعر مبارکباد کے اس نظم سے الگ تحریر کئے تھے اس لئے کہ ان کا قافیہ مختلف تھا مگر آپ نے ان دونوں کو نظم میں شامل فرما کر شائع کر دیا ہے۔ نظم کا قافیہ ہے کو بکو، لو، اور جستجو۔ جبکہ دو شعروں کے قطعہ کا قافیہ ہے نو، رو، اور ضو۔ اس لئے زحمت فرما کر قطع کو الگ چھاپ کر اس عاجز کو قافیے کے اختلاف کے الزام سے بری قرار دے کر عنداللہ ماجور ہوں۔ وہ اشعار جو نظم سے الگ ہیں وہ یہ ہیں:"

مبارک تمہیں سال نَو ساقیا
مبارک یہ ٹی وی کی رَو ساقیا
تیرے دم قدم سے یہ بڑھتی رہے
خلافت حقہ کی ضَو ساقیا

ہدایت اللہ ہادی صاحب کینیڈا سے لکھتے ہیں:
کل ہی الفضل کا شمارہ ۲۱ جنوری ۱۹۹۴ء موصول ہوا۔ دیکھ کر طبیعت خوش ہو گئی۔ نہایت اعلیٰ مضامین اور اس کی تزئین و زیبائش نے اس کو چار چاند لگا دئے ہیں۔ اللھم زد فزد ۔ ماشاء اللہ پرچہ بہت خوب ہے۔

رانا محمد امجد خان صاحب آسٹریلیا سے لکھتے ہیں:
الفضل کا شمارہ نمبر ۴ اور ۵ موصول ہوئے ۔ پڑھ کر طبیعت خوش ہو گئی۔ براہ کرم پہلے شمارہ جات بھی بھجوا دیں۔ الفضل میں کام کرنے والے سب احباب کو ہماری طرف سے بہت بہت مبارکباد۔

مکرم عبدالکریم قدسی صاحب لاہور سے لکھتے ہیں:
الفضل انٹرنیشنل کی زیادہ خوشی تو ہم قلمکاروں کو ہوئی ہے۔ مکرم چوہدری شبیر احمد صاحب ربوہ اور جناب ثاقب زیروی صاحب لاہور نے بھی بارہا اس طرف توجہ دلائی تھی۔ سردست چند نظمیں غزلیں اور قطعات ارسال ہیں۔
الفضل انٹرنیشنل کے اجراء پر مبارکباد قبول فرمایئے۔ اللہ تعالیٰ اسے دن دگنی اور رات چوگنی ترقی عطا کرے اور حضور انور کی خواہش کے مطابق اسے چلائے تا کہ سعید روحیں اس کی ٹھنڈی چھاؤں اور بھینی بھینی خوشبو سے لطف اندوز ہوں۔

مولانا محمد عمر صاحب کالی کٹ انڈیا سے لکھتے ہیں:
"الفضل کے تین شمارے موصول ہوئے اور دل تشکر الٰہی کے جذبات سے معمور ہو گیا۔ اس کا ہر صفحہ ازدیاد ایمان کا باعث ہوا۔ خلافت رابعہ کی عظیم برکات میں ایک اور برکت کا اضافہ ہوا۔ میرے لئے یہ تینوں پرچے نعمت غیر مترقبہ ثابت ہوئے اس لئے کہ یہاں ڈش انٹینا کی خرابی کی وجہ سے ۳۱ دسمبر ۱۹۹۳ء کا تاریخی خطبہ دستیاب نہیں ہوا تھا۔ اس کی محرومی کا احساس تھا۔ الفضل میں یہ خطبہ دیکھتے ہی دل کو بہت سکون ہوا اور فوراً مالایالم میں اس کا ترجمہ کر کے مالایالم ماہنامہ کے لئے بھیج دیا۔ اب الفضل کا بے چینی سے انتظار رہتا ہے۔

الفضل انٹرنیشنل ہمیں کیوں پڑھنا چاہئے

- ○ یہ مرکز سلسلہ اور آپ کے درمیان رابطہ کا ذریعہ ہے۔
- ○ اس کے مطالعہ سے آپ کو روحانی تسکین ہوتی ہے۔
- ○ اس میں درج ملفوظات و ارشادات حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ واسلام و خلفائے احمدیت آپ کے ازدیاد ایمان کا موجب بنتے ہیں۔
- ○ اس میں ہمارے محبوب امام حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے خطبات اور خطابات کا مکمل متن شائع ہوتا ہے۔
- ○ یہ اہل علم حضرات کے ٹھوس علمی اور تحقیقی مضامین اور صاحب طرز شعراء کے کلام کے ذریعہ دنیا بھر کی دینی اور اخلاقی تربیت میں ایک اہم کردار ادا کرتا ہے۔
- ○ یہ ایک روحانی چشمہ ہے جو آپ کو اور آپ کی نسلوں کو روحانی اور علمی سیرابی کا موجب ہے۔ اس سے فائدہ اٹھایئے اور آج ہی الفضل انٹرنیشنل اپنے نام جاری کروایئے۔

TO ADVERTISE IN THE
AL FAZL INTERNATIONAL
PLEASE CONTACT
NAEEM OSMAN MEMON
081 874 8902/ 081 875 1285
OR FAX YOUR ADVERT FOR
A QUOTE ON 081 875 0249

M.A. AMINI
TEXTILES
SPECIALISTS IN:
FABRIC PRINTING
PRINTED CRIMPLENE
90" PRINTED COTTON
QUILT COVERS
PRAYER MATS, BEDDINGS
BED SETTEE COVERS
PROVIDENCE MILL
108 HARRIS STREET
BRADFORD BD1 5JA
TEL: 0274 391 832
MOBILE: 0836 799 469
81/83 ROUNDHAY ROAD
LEEDS, LS8 5AQ
TEL: 0532 481 888
FAX NO. 0274 720 214

اور خود ظاہر ہے کہ ایسے نشانوں سے اس کے دعوے کو کیا مدد پہنچے گی۔ بلکہ ممکن ہے کہ اس عرصہ تک اس نشان پر نظر رکھ کر کئی مدعی پیدا ہو جائیں تو اب کون فیصلہ کرے گا کہ کس مدعی کی تائید میں یہ نشان ظاہر ہوا تھا۔ تعجب ہے کہ مدعی کا تو ابھی وجود بھی نہیں اور نہ اس کے دعوے کا وجود ہے اور نہ خدا کی نظر میں کوئی محرک تکذیب کرنے والا موجود ہے بلکہ سو یا دو سو یا ہزار برس کے بعد انتظار ہے تو قبل از وقت نشان کیا فائدہ دے گا اور کس قوم کیلئے ہو گا۔ کیونکہ موجودہ زمانہ کے لوگ تو ایسے نشان سے کچھ بھی فائدہ نہیں اٹھا سکتے جس کے ساتھ مدعی نہیں ہے۔ اور جبکہ نشان کے دیکھنے والے بھی سب خاک میں مل جائیں گے اور کوئی زمین پر زندہ نہیں ہو گا جو یہ کہہ سکے کہ میں نے چاند اور سورج کو بچشم خود گرہن ہوتے دیکھا تو ایسے نشان سے کیا فائدہ مرتب ہو گا۔ جو زندہ مدعی کے زمانہ کے وقت صرف ایک مردہ قصہ کے طور پر پیش کیا جائیگا اور خدا کو کیا ایسی جلدی پڑی تھی کہ کئی سو برس پہلے نشان ظاہر کر دیا اور ابھی مدعی کا نام و نشان نہیں۔ نہ اس کے باپ دادے کا کچھ نام و نشان۔

یہ بھی یاد رکھو کہ یہ عقیدہ اہل سنت اور شیعہ کا مسلم ہے کہ مہدی جب ظاہر ہو گا تو صدی کے سر پر ہی ظاہر ہو گا۔ پس جبکہ مہدی کے ظہور کے لئے صدی کے سر کی شرط ہے۔ تو اس صدی میں تو مہدی کے پیدا ہونے سے ہاتھ دھو رکھنا چاہئے کیونکہ صدی کا سر گزر گیا اور اب بات دوسری صدی پر جا پڑی اور اس کی نسبت بھی کوئی قطعی فیصلہ نہیں کیونکہ جب کہ چودھویں صدی جو حدیث نبوی کا مصداق تھی اور نیز اہل کشف کے کشفوں سے لدی ہوئی تھی خالی گزر گئی تو پندرھویں صدی پر کیا اعتبار رہا۔ پھر جبکہ آنے والے مہدی کے ظہور کے کوئی لچھن نظر نہیں آتے اور کم سے کم سو برس پر بات جا پڑی تو اس بیہودہ نشان خسوف کسوف سے فائدہ کیا ہوا۔ جب اس صدی کے سب لوگ مر جائیں گے اور کوئی خسوف کسوف کا دیکھنے والا زندہ نہ رہے گا تو اس وقت تو یہ کسوف خسوف کا نشان محض ایک قصہ کے رنگ میں ہو جائے گا اور ممکن ہے کہ اس وقت علمائے کرام اس کو ایک موضوع حدیث کے طور پر سمجھ کر داخل دفتر کر دیں۔

غرض اگر مہدی اور اس کے نشان میں جدائی ڈال دی جائے تو یہ ایک مکروہ بدفالی ہے جس سے یہ سمجھا جاتا ہے کہ خدا تعالیٰ کا ہرگز ارادہ ہی نہیں ہے کہ اس کی مہدویت کو آسمانی نشانوں سے ثابت کرے۔ پھر جبکہ قدیم سے سنت اللہ یہی ہے کہ نشان اس وقت ظاہر ہوتے ہیں جبکہ خدا کے رسولوں کی تکذیب ہوتی ہے اور ان کو مفتری خیال کیا جاتا ہے تو یہ عجیب بات ہے کہ مدعی تو ابھی ظاہر نہیں ہوا اور نہ اس کی تکذیب ہوئی مگر نشان پہلے ہی سے ظاہر ہو گیا۔ اور جب دو تین سو برس کے بعد کوئی پیدا ہو گا اور تکذیب ہو گی تب یہ باسی قصہ کس کام آسکتا ہے کیونکہ خبر معائنہ کے برابر نہیں ہو سکتی۔ اور نہ ایسے مدعی کی نسبت قطع کر سکتے ہیں کہ در حقیقت فلاں صدی میں خسوف کسوف اسی کی تصدیق میں ہوا تھا۔

خدا کی ہرگز یہ عادت نہیں کہ مدعی اور اس کے تائیدی نشانوں میں اس قدر لمبا فاصلہ ڈال دے جس سے امر مشتبہ ہو جائے۔ کیا یہ چند لفظ ثبوت کا کام دے سکتے ہیں کہ فلاں صدی میں جو خسوف کسوف ہوا تھا وہ اسی مدعی کی تائید میں ہوا تھا۔ یہ خوب ثبوت ہے جو خود ایک دوسرے ثبوت کو چاہتا ہے۔

غرض یہ دارقطنی کی حدیث مسلمانوں کے لئے نہایت مفید ہے۔ اس نے ایک تو قطعی طور پر مہدی معہود کے لئے چودھویں صدی کا زمانہ مقرر کر دیا ہے اور دوسرے اس مہدی کی تائید میں اس نے ایسا آسمانی نشان پیش کیا ہے جس کے تیرہ سو برس سے کل اہل اسلام منتظر تھے۔ سچ کہو کہ آپ لوگوں کی طبیعتیں چاہتی تھیں کہ میرے مہدویت کے دعویٰ کے وقت میں آسمان پر رمضان کے مہینہ میں خسوف کسوف ہو جائے۔ ان تیرہ سو برسوں میں بہتیرے لوگوں نے مہدی ہونے کا دعویٰ کیا مگر کسی کے لئے یہ آسمانی نشان ظاہر نہ ہوا۔ بادشاہوں کو بھی جن کو مہدی بننے کا شوق تھا یہ طاقت نہ ہوئی کہ کسی حیلہ سے اپنے لئے رمضان کے مہینہ میں خسوف کسوف کرا لیتے۔ بے شک وہ لوگ کروڑہا روپیہ دینے کو تیار تھے اگر کسی کی طاقت میں بجز خدا تعالیٰ کے ہوتا کہ ان کے دعوے کے ایام میں رمضان میں خسوف کسوف کر دیتا۔

مجھے اس خدا کی قسم ہے جس کے ہاتھ میں میری جان ہے کہ اس نے میری تصدیق کے لئے آسمان پر یہ نشان ظاہر کیا ہے اور اس وقت ظاہر کیا ہے جبکہ مولویوں نے میرا نام دجال اور کذاب اور کافر بلکہ اکفر رکھا تھا۔ یہ وہی نشان ہے جس کی نسبت آج سے بیس برس پہلے براہین احمدیہ میں بطور پیش گوئی وعدہ دیا گیا تھا اور وہ یہ ہے:-

قُلْ عِندِی شَهَادَةٌ مِنَ اللّٰهِ فَهَلْ اَنتُمْ مُؤمِنُون. قُلْ عِندِی شَهَادَةٌ مِنَ اللّٰهِ فَهَلْ اَنتُمْ مُسلِمُون.

یعنی ان کو کہہ دے کہ میرے پاس خدا کی ایک گواہی ہے کیا تم اس کو مانو گے یا نہیں۔ پھر ان کو کہہ دے کہ میرے پاس خدا کی ایک گواہی ہے کیا تم اس کو قبول کرو گے یا نہیں۔ یاد رہے کہ اگرچہ میری تصدیق کے لئے خدا تعالیٰ کی طرف سے بہت گواہیاں ہیں اور ایک سو سے زیادہ وہ پیش گوئی ہے جو پوری ہو چکی جن کے لاکھوں انسان گواہ ہیں۔ مگر اس الہام میں اس پیش گوئی کا ذکر محض تخصیص کے لئے ہے۔ یعنی مجھے ایسا نشان دیا گیا ہے جو آدم سے لے کر اس وقت تک کسی کو نہیں دیا گیا۔

غرض میں خانہ کعبہ میں کھڑا ہو کر قسم کھا سکتا ہوں کہ یہ نشان میری تصدیق کے لئے ہے نہ کسی ایسے شخص کی تصدیق کے لئے جس کی ابھی تکذیب نہیں ہوئی اور جس پر یہ شور تکفیر اور تکذیب اور تفسیق نہیں پڑا اور ایسا ہی خانہ کعبہ میں کھڑا ہو کر حلفاً کہہ سکتا ہوں کہ اس نشان سے صدی کی تعیین ہو گئی ہے۔ کیونکہ جبکہ یہ نشان چودھویں صدی میں ایک شخص کی تصدیق کے لئے ظہور میں آیا تو متعین ہو گیا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مہدی کے ظہور کے لئے چودھویں صدی ہی قرار دی تھی۔

(تحفہ گولڑویہ، روحانی خزائن جلد ۱۱ صہ ۱۴۰ تا ۱۴۳)

❋

اس قدر مجھ پر ہوئیں تیری عنایات و کرم
جن کا مشکل ہے کہ تا روز قیامت ہو شمار

آسماں میرے لئے تُو نے بنایا اک گواہ
چاند اور سورج ہوئے میرے لئے تاریک و تار

اس قدر ظاہر ہوئے ہیں فضلِ حق سے معجزات
دیکھنے سے جن کے شیطاں بھی ہُوا ہے دلفگار

پر نہیں اکثر مخالف لوگوں کو شرم و حیا
دیکھ کر سو سو نشاں پھر بھی ہے توہیں کاروبار

صاف دل کو کثرت اعجاز کی حاجت نہیں
اک نشاں کافی ہے گر دل میں ہے خوف کردگار

بدگمانی نے تمہیں مجنون و اندھا کر دیا
ورنہ تھے میری صداقت پر بَراہیں بے شمار

اِسْمَعُوا صَوْتَ السَّمَاء جَآءَ الْمَسِیح جَآءَ الْمَسِیح
نیز بشنو از زمیں آمد امام کامگار

آسماں بارد نشاں اَلْوَقْت می گوید زمیں
ایں دو شاہد از پئے من نعرہ زن چوں بے قرار

قوم کے لوگو! ادھر آؤ کہ نکلا آفتاب
وادئ ظلمت میں کیا بیٹھے ہو تم لَیل و نَہار

یہ اگر انساں کا ہوتا کاروبار اَے ناقصاں
ایسے کاذِب کے لئے کافی تھا وہ پروردگار

ہر قدم پہ میرے مولیٰ نے دئے مجھ کو نشاں
ہر عدو پر حُجّت حق کی پڑی ہے ذوالفقار

○○

یارو جو مرد آنے کو تھا وہ تو آ چکا
یہ راز تم کو شمس و قمر بھی بتا چکا

تھوڑے نہیں نشاں جو دکھائے گئے تمہیں
کیا پاک راز تھے جو بتائے گئے تمہیں

پر تم نے ان سے کچھ بھی اٹھایا نہ فائدہ
منہ پھیر کر ہٹا دیا تم نے یہ مائدہ

(منتخب اشعار از درثمین)

AL FAZL INTERNATIONAL WEEKLY-LONDON ISSN: 1352 9587 TELEPHONE NO. 081-870 8517 FAX NO. 081-870 1095

بقیہ از صہ ا

احمدیہ اس لئے رکھا گیا ہے کہ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے دو نام تھے۔ ایک محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور دوسرا احمد صلی اللہ علیہ وسلم۔ اور اس میں یہ مخفی پیش گوئی تھی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ان دشمنوں کو تلوار کے ساتھ سزا دیں گے جنہوں نے تلوار کے ساتھ اسلام پر حملہ کیا اور صدہا مسلمانوں کو قتل کیا۔ لیکن اسم احمد جمالی نام تھا جس سے یہ مطلب تھا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم دنیا میں آشتی اور صلح پھیلائیں گے سو خدا نے ان دو ناموں کی اس طرح پر تقسیم کی کہ اول آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی مکہ کی زندگی میں اسم احمد کا ظہور ہوا اور مخالفوں کی سرکوبی خدا کی حکمت اور مصلحت نے ضروری سمجھی۔ لیکن یہ پیش گوئی کی گئی تھی کہ آخری زمانہ میں پھر اسم احمد ظہور کرے گا اور ایسا شخص ظاہر ہو گا جس کے ذریعہ سے احمدی صفات یعنی جمالی صفات ظہور میں آئیں گی۔ اور تمام لڑائیوں کا خاتمہ ہو جائے گا۔ پس اسی وجہ سے مناسب معلوم ہوا کہ اس فرقہ کا نام فرقہ احمدیہ رکھا جائے۔ تا اس نام کو سنتے ہی ہر ایک شخص سمجھ لے کہ یہ فرقہ دنیا میں آشتی اور صلح پھیلانے آیا ہے اور جنگ اور لڑائی سے اس فرقہ کا کچھ سروکار نہیں۔ " (تبلیغ رسالت جلد نہم)

تبلیغ سے متعلق
سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ
کے چند اہم ارشادات

"اے محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے غلامو! اور اے دین محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے متوالو! اب اس خیال کو چھوڑ دو کہ تم کیا کرتے ہو اور تمہارے ذمہ کیا کام لگائے گئے ہیں۔ تم میں سے ہر ایک مبلغ ہے اور ہر ایک خدا تعالیٰ کے حضور جواب دہ ہو گا۔ تمہارا کوئی بھی پیشہ ہو۔ کوئی بھی تمہارا کام ہو۔ دنیا کے کسی خطہ میں تم بس رہے ہو۔ کسی قوم سے تمہارا تعلق ہو۔ تمہارا اولین فرض یہ ہے کہ دنیا کو محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی طرف بلاؤ اور ان کے اندھیروں کو نور میں بدل دو اور ان کی موت کو زندگی بخش دو۔ اللہ کرے کہ ایسا ہی ہو۔" (خطبہ جمعہ ۲۵ فروری ۱۹۸۳ء)

محمدؐ ہست برہان محمدؐ

تجھے معلوم کیا شان محمدؐ
"محمدؐ ہست برہان محمدؐ"

ارسطو بھول جائے اپنی حکمت
اگر پڑھ لے وہ قرآن محمدؐ

نہیں قربانیاں منظور اس کی
نہیں جو آپ قربان محمدؐ

سفینہ فلسفہ کا غرق ہو گا
اٹھا جس وقت طوفان محمدؐ

شہنشاہ جس سے تھراتے ہیں تنویر
وہ بندے ہیں غلامان محمدؐ

(روشن دین تنویر)

بقیہ از صہ ۱۴

ہوں آپ سنئے۔ یہ عربی میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی پہلی تصنیف تھی اور کتاب آئینہ کمالات اسلام میں درج ہوئی۔ اس کے بعد آپ نے کئی کتابیں عربی میں تصنیف کیں۔ اور زمانہ بھر کے علماء کو چیلنج کیا کہ کوئی آپ کے مقابلہ میں ایسی فصیح اور بلیغ پر معنی و معارف و حقائق سے پر عبارت عربی زبان میں لکھ کر دکھائے مگر کسی کو طاقت نہ ہوئی کہ اس مقابلہ کے لئے کھڑا ہوتا۔ الغرض حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے تمام کاروبار کا انحصار دعاؤں پر تھا۔ آپ کی زندگی کے اوقات کا اکثر حصہ دعاؤں میں گزرتا تھا۔ ہر کام سے قبل آپ دعاء کیا کرتے تھے۔ اور اپنے دوستوں کو بھی دعاؤں کے طرف متوجہ کرتے رہتے تھے۔ دعاء کو آپ ایک عظیم الشان نعمت یقین کرتے تھے۔ کسی اور ذریعہ کو آپ ایسا عظیم التاثیر نہیں بتلاتے تھے۔ جیسا کہ دعاء کو اسباب طبیعہ میں سے ایک سبب بتلاتے تھے۔ سرسید بانی علی گڑھ کالج کو مخاطب کرتے ہوئے آپ نے فرمایا تھا۔

ہاں مکن انکار زیں اسرار قدرت ہائے حق
قصہ کوتاہ کن بہ بین از ما دعائے مستجاب

بقیہ از صہ ا

میں لگائے گئے مختلف بینرز کو لے کر تھانہ پہنچ گئے جہاں جماعت احمدیہ کے چاروں افراد کے خلاف زیر دفعہ ۲۹۵۔اے تعزیرات پاکستان مقدمہ درج کر کے ان کو گرفتار کر لیا گیا تھا۔

ضلع فیصل آباد میں احمدی مسلمانوں کا بائیکاٹ

جماعت احمدیہ کے خلاف مولویوں کی دریدہ دہنی اور اشتعال انگیز تقاریر

(پریس ڈیسک) ضلع فیصل آباد سے اطلاع موصول ہوئی ہے کہ ظفروال اسٹیشن پر جماعت احمدیہ کے خلاف پکٹنگ کا اڈہ قائم ہے جہاں ہر وقت تین چار مولوی موجود رہتے ہیں اور ارد گرد کے دیہات میں بسنے والے احمدیوں کو آتے جاتے تنگ کرتے رہتے ہیں۔ کئی دفعہ ان کو پکڑ کر مارا پیٹا بھی گیا۔ علاقہ میں تانگہ والوں نے ایکا کر رکھا ہے کہ احمدیوں کو تانگہ میں سوار نہ کیا جائے۔ ظفروال اڈہ پر جماعت کے خلاف دریدہ دہنی کی جاتی ہے اور اشتعال انگیز تقاریر کی جاتی ہیں۔ نیز احمدی مسلمانوں کو سودا سلف دینے سے انکار کر دیا جاتا ہے۔

موضع بجیانہ سے آمدہ اطلاع کے مطابق بازاروں، گلیوں اور مکانوں پر جماعت احمدیہ اور بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے خلاف انتہائی بےہودہ تحریریں لکھ کر ساری فضا کو مکدر کر رکھا ہے۔ اسی علاقہ میں ایک احمدی دوست پر پچھلے دنوں قاتلانہ حملہ بھی کیا گیا۔ مگر اللہ تعالیٰ کے فضل سے انکی جان بچ گئی۔

ADVERTISE YOUR GOODS AND SERVICES IN THE
AL FAZL INTERNATIONAL
CONTACT
NAEEM OSMAN MEMON
081 874 8902/ 081 875 1285

CAN YOU SERIOUSLY AFFORD TO TRAVEL BY AIR WITHOUT FIRST CHECKING OUR PRICES? PHONE US FOR A QUOTE
Atlas Travel
061 759 3656
493, CHEETHAM HILL ROAD, MANCHESTER, M8 7HY

A.Z ELECTRONICS
18 BROOKWOOD ROAD, SOUTHFIELDS, LONDON SW18 5PB
NEAREST UNDERGROUND STATION SOUTHFIELDS - DISTRICT LINE
TEL: 081 877 3492 FAX: 081 877 3518
FOR VIDEO, TELEVISION & ELECTRONIC SPARES SEMI CONDUCTORS REMOTE CONTROLS VIDEO HEADS, ETC.,
VISA AND ACCESS CARDS ACCEPTED FOR POSTAL DESPATCH